معرکۂ حق و باطل

از

قاضی محمد سعید

اسلامی مشن، سنت نگر، لاہور

فہرست مضامین

اپریل ۱۹۸۳ء   تعداد ایک ہزار   مطبع: سید برادرز پرنٹرز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ (قرآن)

(اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے)

جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا:

۱۔ بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو اور دشمن کی آواز سن کر دشمن کو قتل کرنے اور درجۂ شہادت حاصل کرنے کے لئے دوڑے۔ (مسلم شریف)

۲۔ وہ شخص جس نے نہ تو جہاد کیا نہ مجاہدین کو سروسامان بہم پہنچایا اور نہ مجاہدین کے اہل وعیال کی خبر گیری کی۔ اسے اللہ تعالٰے قیامت سے پہلے کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار کر دے گا۔ (ابوداؤد)

۳۔ جو شخص اپنی زندگی میں جہاد کا خیال تک نہ لائے اور مر جائے تو اس کی موت ایک لحاظ سے منافق کی موت ہو گی۔ (مسلم شریف)

سرخ سامراج کی افغانستان پر یورش

ہمارے ہمسایہ ملک افغانستان میں سُرخ سامراج جو خونی ڈرامہ تین سال سے دنیا بھر کو دکھا رہا ہے۔ اس سے ہم لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ وہاں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے کی توقع ہے اس کے نتائج پر انسانیت کی بقاء اور سلامتی کا دارو مدار ہے۔ روس نے جس ننگی جارحیت اور درندگی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے اثرات اگر پوری بنی نوعِ انسان اور پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیں تو کچھ بعید نہیں۔ لادینیت اور انسان دشمنی کا اشتراکی دیو جس طرح افغانستان میں دخل انداز ہوا ہے۔ اس نے فتنۂ تاتار کو بھی ایک طرح مات کر دیا ہے۔ پورے عالمِ اسلام کو غفلت سے بیدار ہو کر احساس کرنا چاہیئے۔ کہ یہ عفریت عنقریب ان کے گھر گھر پر دستک دے گا۔ کیونکہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے خلاف صیہونیت اور اشتراکیت مذموم اتحاد کی ایک کڑی ہے۔ سنہ ۱۸۴۰ء میں ہی اس کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی۔ ۱۸۲۶ء سے ہی زار روس جو توسیع پسندی کے مرض میں مبتلا تھا۔ ترکمان کی مسلمان ریاستوں جو افغانستان اور ایران سے ملحقہ واقع تھیں۔ اپنی ہوس و آز کا نشانہ بناتا رہا۔ سنہ ۱۸۲۸ء میں زارِ روس جارجیا میں بمعہ لاؤ لشکر داخل ہو گیا سنہ ۱۸۳۴ء میں قفقاز پر روس کا تسلط ہو گیا۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں سمرقند و بخارا کے علاقے روس نے فتح کر لئے۔ ۱۸۷۵ء قوقند پر روس نے قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں پامیر پر قابض ہوا۔ انسان کا خون قطبِ شمالی کے سفید ریچھ کے منہ لگ گیا۔ تو اس کی بھوک اور شکم پری کا کوئی حساب نہ رہا۔ چغتائی کا پایہ تخت گیا۔ ترکوں کی جنم بھومی گئی۔ طغرل خان کا ماچوڑ رہا گیا۔ چنگیز خان کا صحرائے گوبی گیا۔ قراقرم کی وادیاں گئیں۔ تاشقند

کی خواتین کی راجدھانی گئی امیر تیمور گورگان کا سمرقند گیا۔ الغ بیگ کا بلخ سفید ریچھ چبا کر کھا گیا۔ شمالی ریچھ کے جبڑوں سے کون بچ کر نکل سکا۔ کشلوک اور قاخان مغلوب ہووئے۔ زرین خیل لقمہ تر بنے۔ استراخان کے ترکمان ختم ہوئے۔ کریمیا کے ترک ہضم ہوئے۔ خیوا کا پرچم گرا بخارا تاراج ہوا۔ برلاس قبیلہ کے سردار مارے گئے۔ شیبانی خان کے ازبک سوار عدم کو سدھارے۔ غضنب خدا کا ترک اور مغل مسلمانوں کی سات طاقت اور سلطنتیں ایک صدی کے اندر سفید ریچھ کی جوع الارض اور درندگی کی بھینٹ چڑھ گئیں اور عالم اسلام کا ضمیر بیدار نہ ہوا۔ مہذب دنیا دیکھتی رہی۔ اگرچہ مسلمان قومیں روسی استبداد کے خونی پنجوں میں گرفتار ہیں۔ لیکن اب بھی اسلام پر قائم ہیں۔ امام بخاریؒ کا دیس غلام ہے کسی نے اس کے جہاد کی فرمائش نہیں کی۔

اسلام کی جڑیں کاٹ دی گئیں

کمیونسٹ انقلاب نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا تمام ریاستیں سوویت روس میں مدغم کر دی گئیں۔ مذہب پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجدیں مسمار کر دی گئیں۔ ۱۹۲۶ء تک تمام دینی مکتب۔ مدرسے۔ شرعی عدالتیں۔ اوقاف اور مذہبی ادارے بند کر دیئے گئے۔ عربی رسم الخط کی جگہ لادینی رسم الخط بہ نوکِ شمشیر رائج کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی حج پر جانے کی پابندی لگا دی گئی۔ زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ملحدانہ نظریات کا پرچار زور شور سے شروع کر کے مسلمان علماء کو قید کر دیا گیا۔ ہزاروں کو قتل کر دیا گیا۔

مسجدیں مسمار

۱۹۱۷ء سے قبل مسلمانوں کی چوبیس (۲۴۰۰۰) ہزار مساجد تھیں۔ اب صرف تین ہزار (۳۰۰۰) ہیں جن میں سے ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) رجسٹرڈ ہیں۔ خوبصورت اور عالیشان مساجد سب کی سب روسی حکومت کے زیر قبضہ ہیں۔ اور انہیں عجائب خانوں میں تبدیل کیا جا ہے۔ مسجدیں ویران ہیں۔ خانقاہیں تباہ ہو چکی ہیں۔ اسلام کے آثار تک کو ملیا میٹ کر دیا گیا۔

جب اشتراکی سامراج نے جانچ لیا کہ عالم اسلام سرد لاشے کی طرح بے حس ہے اور مہذب دنیا کا ضمیر سو گیا ہے تو سفید ریچھ نے ایک اور جست لگائی اور افغانستان کو دبوچ لیا۔ روسی سامراج نے اپنے مقبوضہ جنوبی علاقوں میں آٹھ کروڑ مظلوم اور مقہور مسلمانوں کی بے چینی اور بیداری کو محسوس کرتے ہوئے افغانستان پر برہنہ جارحیت کا مظاہرہ کیا۔ روسی سامراج کے افغانستان پر حملہ کرنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو وہی پرانا منصوبہ گرم پانیوں تک پہنچنے کا دوسرا مقصد اس خطرے کی پیش بندی ہے جو روس کو کروڑوں مسلمان اقوام سے ہے۔ جو روسی استبداد کے آہنی پنجوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے عالم اسلام کی بیداری اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے جذبات کے تحت کسی وقت بھی اپنی آزادی کا اعلان کر سکتے ہیں افغانستان میں بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں کا بے دریغ قتل عام جاری ہے بستیاں صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی ہیں۔ کھڑی فصلیں جلا دی گئیں ہیں بے بس عوام پر زہریلی گیسیں اور نیپام بم برسائے جا رہے ہیں۔ پورے ملک کو ایک کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ ایسی کمینگی کا مظاہرہ تو ہٹلر نے بھی نہیں کیا تھا۔ اگرچہ وہ شکست کھا رہا تھا۔

اے عالم اسلام کے عوام اور دانش ورو! خدا کے لئے خواب غفلت سے انگڑائی لو۔ حالات نے اس گمان کو یقین میں بدل دیا ہے۔ کہ دنیا کو صیہونیت سے خطرہ ہے۔ روسی کمیونزم بھی درپردہ صیہونیت کا دوسرا نام ہے۔ اس کے بانی کارل مارکس لینن۔ سٹالن سب یہودی تھے۔ عالم اسلام کو یہودی کی غلامی میں دینے کے لئے دو طرف سے یلغار ہو رہی ہے۔ اسرائیل نے بیت المقدس۔ فلسطین اور جولان پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو روسی صیہونیت سات عظیم مسلمان سلطنتوں کو ہڑپ کرنے کے بعد اب افغانستان پر قابض ہے۔ اور خدانخواستہ اگر ان درندوں کو پسپا نہ کیا گیا تو پھر پاکستان۔ ایران اور ان کے بعد جسته جسته تمام تیل کی مسلمان ریاستیں مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے عرب مسلم اقوام کی بھی خیر نہیں سُرخ سامراج احیائے اسلام کو کچل دینا چاہتا ہے۔

اندرا گاندھی کا روس سے گٹھ جوڑ صرف پاکستان کو مٹانے کے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے نہیں بلکہ یہ دونوں مشرکِ اصنام پرست اور ملحد خدا دشمن طاقتیں کوہ قاف سے بحر ہند تک تمام اسلامی قوتوں اور اسلامی سلطنتوں کا خاتمہ چاہتی ہیں۔ عالم اسلام کے مقتدر فرمانرواؤں اور راہنماؤں کو بخوبی علم ہوگا کہ "فلسطین" کو اسرائیل بنانے کے لئے روس نے مغربی یورپ اور امریکہ سے کسی طرح کم کوششیں نہیں کی تھیں برطانیہ نے یہودیوں کو فلسطین میں پہنچانے کی راہ ہموار کی امریکہ نے بے پناہ دولت و اسلحہ فراہم کیا۔ اور پندرہ بیس لاکھ کی اس افرادی قوت کی کمی کو روس نے اپنے ملک سے اور مشرقی یورپ سے یہودیوں کو اسرائیل منتقل کر کے پورا کر دیا۔ اب اسرائیل کی آبادی تینتیس (۳۳) لاکھ ہے۔ پہلی جنگِ عظیم شروع ہوتے ہی لینن اور اس کے دو سو کامریڈوں کو بند ریلوے ٹرین میں حدود روس کے اندر دھکیل دیا گیا، جن میں ۱۶۵ کامریڈوں کے نام معلوم ہو سکے ان میں سے ۱۲۸ یہودی

تھے۔ لینن کے روس پہنچتے ہی ٹراٹسکی بھی روس پہنچ گیا اس کے ساتھ تین سو امریکی یہودیوں کا ایک جتھہ تھا ان سب نے مل کر روس کا اشتراکی انقلاب بپا کیا نئی اشتراکی حکومت کے پانچ سو چھپن اعلیٰ عہدوں پر ننانوے عہدے چھوڑ کر باقی چار سو ستاون پر یہودی فائز ہوئے۔ الیگزینڈر رتبل نے اپنی کتاب

"THE JEWISH PEOPLE IN THE POST WAR WAZLD"

"جیوش پیپل ان دی پوسٹ وار ورلڈ" بعد از جنگ کی دنیا میں یہودی اقوام" میں لکھا ہے "اگر سرخ فوج نہ ہوتی تو آج یورپ فلسطین۔ افریقہ حتیٰ کہ امریکہ میں بھی کوئی یہودی نہ رہتا۔ یہودی قوم کی زندگی چند روزہ رہ گئی تھی۔ سوویت یونین کی مملکت نے یہودیوں کو بچا لیا۔ لہذا امریکی یہودیوں کو کبھی یہ تاریخ فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ روس یہودی قوم کا نجات دہندہ ہے۔"

یہودیوں کی جو خفیہ دستاویزات جو ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۵ء کے دوران مرتب کی گئیں وہ ان کی کوششوں کے باوجود برٹش میوزیم میں ۱۹۰۵ء میں "THE PROTOCOLS OF THE LEARNED ELDERS OF ZIONS"

"دی پروٹوکولز آف دی لرنیڈ ایلڈرز آف صیہون" کے نام سے منظر عام پہ آگئی۔ اس یہودی دستاویز میں انقلاب روس کا مکمل منصوبہ درج تھا۔

فری میسن لاج

فری میسن لاج FREE MASON LODGE جس کی شاخیں اسلامی ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہودی سازش کا زبردست آلہ کار ہیں۔ عالم اسلام کو جتنے مسائل درپیش ہیں وہ سب بین الاقوامی صیہونیت کی پیداوار ہیں فلسطین

اور افغانستان ایک ہی مسئلہ کے دو نمایاں حصے ہیں۔ اسرائیلی لیڈر مسز گولڈا میئر۔ بیگن۔ موشے دایان اور دیگر سرکردہ اسرائیلی سب روسی نژاد ہیں۔ اور روس سے ترک وطن کر کے اسرائیل پہنچے ہیں۔ ہمارے برادر ممالک لیبیا۔ شام جنوبی یمن اور عراق وغیرہ جو روس کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ذرا یہ تو سوچیں کہ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں روس نے صدر ناصر مرحوم کے ساتھ کیا سلوک کیا ہتھیاروں کی فراہمی جس کا سمجھوتہ مصر اور روس میں طے پا چکا تھا۔ وہ عین اس وقت روک دیئے گئے جب اسرائیل کی یلغار اپنے عروج پر تھی۔

جیسا کہ ان نگارشات کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اشتراکیت کا عفریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ ہر مسلم ملک میں دخل اندازی کا وسیع منصوبہ بنا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں تازہ ترین خبر جو مورخہ ۱۶ر مارچ ۱۹۸۲ء کے اخبارات میں شائع ہوئی

روس کی پاکستان میں تخریب کاری

”روس نے پاکستان کو دھمکی دی ہے۔ کہ اگر اس نے کابل کی ببرک کارمل حکومت سے تعلقات بہتر نہ بنائے تو روس سٹیل ملز کراچی اور گدو کے بجلی گھر کی دیکھ بھال کا کام معطل کر دے گا۔ یہ بات ہانگ کانگ کے ہفت روزہ فار ایسٹرن اکنامک ریویو“ نے باخبر ذرائع کے حوالے سے بتائی ہے۔ مکتوب نگار جان فلرٹن نے مزید لکھا ہے۔ کہ ماسکو پاکستان میں تخریب کاری کی حوصلہ افزائی میں سرگرم ہے۔ پانچ سو مری بلوچ اشتراکی کابل حکومت کے زیر سرپرستی قندھار اور لشکر گاہ میں تخریب کاری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں اس کے علاوہ مزدور کسان پارٹی کے ارکان میں دولت تقسیم کی جا رہی ہے۔ مزدور کسان پارٹی صوبہ سرحد کا انتہا پسند گروہ ہے۔ جو تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس

کے کارکنوں کو تین ماہ کی تربیت کے دوران چھ ہزار افغانی ماہوار (چار سو امریکی ڈالر) دیئے جا رہے ہیں۔ تربیت کے بعد وہ تخریب کاری میں ماہر ہو کر پاکستان میں داخل ہوں گے تو ان کو تین ہزار افغانی ماہوار دیئے جائیں گے۔ مزدور کسان پارٹی کا مرتضیٰ بھٹو کی دہشت گرد تنظیم "الذوالفقار" سے گہرا تعلق ہے۔ افغانستان کی وزارت خارجہ کے پاکستان بھاگ آنے والے ایک افسر نے انکشاف کیا ہے کہ حال ہی میں اُس کے تربیت یافتہ انٹیلی جنس افسران کو ایران اور پاکستان میں یہ کام تفویض کیا گیا ہے کہ وہ افغان مہاجرین کے لئے مشکلات پیدا کریں۔ اور مہاجرین کو پناہ دینے والے ممالک میں بے چینی پیدا کریں۔ کابل کی قبائل اور قومیتوں کی وزارت پاکستان کے قبائلی علاقوں میں اسلحہ اور روپیہ تقسیم کر رہی ہے۔ تاکہ ایسے عناصر سے جو بک جانے کو تیار ہوں تخریب کاری اور جاسوسی جیسے کام لئے جا سکیں۔

بہادر افغان مجاہدین

بین الاقوامی کمیونزم کی بے حیلہ اور بے لوک شمشیر اشاعت اور ترویج کے وسیع اور دیرینہ منصوبہ کے پسِ منظر میں مجاہدین افغانستان کی قربانیوں اور اسلامی جذبہ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ افغانستان کے خونی سوشلسٹ انقلاب کے بعد جس میں صدر داؤد کو قتل کر کے نور محمد ترہ کی حکومت قائم ہوئی افغان مجاہدین جس بہادری اور استقامت کے ساتھ اپنے عقیدہ اور آزاد ملک کی خود مختاری اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے نذرانۂ جان پیش کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف تاریخِ حریتِ انسانی کا ایک نیا اور درخشاں باب ہے۔ بلکہ افغان مجاہدین اپنی سرفروشی کے لئے پوری آزاد دنیا اور بالخصوص اسلامی دنیا کی طرف سے داد و تحسین اور بھرپور امداد

کے مستحق ہیں۔ انہیں داد تو ضرور مل رہی ہے جس پر اقوام متحدہ اور مسلم کانفرنس کے علاوہ غیر وابستہ ممالک کی قراردادیں گواہ ہیں۔ لیکن مجاہدین کما حقہٗ امداد سے محروم ہیں۔ افغان مجاہدین تو اسلام کے تحفظ کے لئے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ اور ان کے لواحقین اور ہم وطن ناقابلِ بیان مظالم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں حق و باطل کی جنگ اسی طرح ہو رہی ہے۔ جس طرح کہ میدانِ کربلا میں ہوئی تھی۔ کربلا سے کابل تک ایک تازہ مجموعۂ اشعار سے اسلام اور اتحاد کے اس خونی معرکہ کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

حق کا پرچم ہاتھ میں تھامے سوئے ہر دم رواں — کابل و قندھار و غزنی کی بہادر بیٹیاں
کٹ رہی ہیں کھا رہی ہیں گولیاں — دشمنوں سے برسرِ پیکار ہیں
کابل و قندھار و غزنی کی بہادر بیٹیاں

ایک جانباز مجاہدۂ اسلام

اس ضمن میں افغانستان کی ایک نو عمر مجاہدہ کا ذکر یقیناً ایمان افروز ہوگا اخبار لس افغان کے حوالے سے یکم دسمبر ۱۹۸۱ء کو یہ خبر شائع ہوئی۔ افغانستان کے صوبہ زابل کی ایک مختصر بستی اکازئی پر روسی گن شپ ہیلی کاپٹروں کی بمباری سے سولہ سالہ نوربی بی کا باپ اور چھوٹا بھائی شہید ہوگیا۔ تب سے اس نے اردگرد پھیلے ہوئے جنگی محاذوں پر کھانا اور پانی پہنچانے کی ذمہ داری سنبھال لی۔ ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء کو کوترہ کی قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک سو سے زیادہ خلقی کمیونسٹوں نے ۳۰ مجاہدین کے مورچے کو گھیرے میں لے لیا۔ شدید فائرنگ سے ۳ مجاہد شہید اور ۵ زخمی ہو گئے نوربی بی کئی بار کھانا اور پانی لے کر گئی۔ لیکن ہر بار ناکام لوٹنا پڑا۔ سورج ڈھلنے سے پہلے اُسے کئی

میل دور فیروزنی نام کے دوسرے جنگی محاذ پر جاتے دیکھا گیا۔ حریت پسند وہاں سے جا چکے تھے۔ صرف ایک بوڑھا نگران موجود تھا۔ لڑکی کے شدید اصرار پر اس نے اپنی رائفل اور کچھ گولیاں اُسے دے دیں۔ رات کا اندھیرا چھا جانے کے بعد محاصرہ کرنے والوں کو گولیوں کی بوچھاڑ کا سامنا کرنا پڑا۔ نور بی بی نے بڑی تیزی سے بھاگتے ہوئے مختلف مقامات پر فائرنگ کر کے افراتفری پھیلا دی۔ محاصرہ ٹوٹا اور حملہ آور فرار ہو گئے لیکن بھاگتے ہوئے خلقی کیمونسٹوں کی فائرنگ سے نور بی بی کی اوڑھنی ہوسے تر ہو گئی۔ اور وہ بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتی ہوئی نیچے گر پڑی۔ ٹھیک اسی مقام پر جہاں نور بی بی کا سانس ٹوٹ گیا قبر کھودی گئی اور ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے سینکڑوں لوگوں نے مرنے والی کی خون آلود چادر اس کے سرہانے لہرا دی۔

بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں — اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں

اب آس پاس کے دیہات سے لوگ یہاں فاتحہ پڑھنے اور دعا مانگنے آتے ہیں۔ حریت پسندوں کو ان کے کمانڈر کا حکم ہے۔ کہ اکا زئی کے پاس سے گزریں تو قبر پر لہراتی ہوئی چادر کو سلامی دینا نہ بھولیں۔ افغانستان کے عوام روسی استبداد کے خلاف جو جنگِ آزادی لڑ رہے ہیں۔ وہ اس لحاظ سے منفرد نوعیت کی ہے کہ درحقیقت یہ معرکۂ حق و باطل ہے مادی ساز و سامان کی فراوانی۔ جدید ترین سائنسی اسلحہ اور بپھری ہوئی طاغوتی طاقتوں نے افغانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا۔ اور وہ تازیانہ عزم لے کر میدانِ جدال و قتال میں اُتر گئے۔ وہ اپنے ایمانی، دینی، اخلاقی اور روحانی قدروں اور اسلامی تعلیمات کی روح کا دفاع کر رہے ہیں جو صدیوں سے ان میں رچ بس گئی ہیں۔

افغان مجاہدین کو روسی حملہ آوروں سے شدید نفرت ہے جو ان کے دین و ایمان اخلاقی قدروں اسلامی طرزِ زندگی اور صدیوں پرانی آزادی کو ختم کرنے کے لئے ان کے

ملک میں گھس آئے ہیں۔ وہ روسی کمیونزم کو پوری طرح سمجھتے ہیں اور اسلام و ایمان کی مدافعت کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ وہ واضح طور پر اعلان کر چکے ہیں۔ او روسیو! اور ملحدو! اگر تم نے چند بے ضمیر افغانوں کو خرید لیا ہے۔ تو یاد رکھو کہ تمہاری مہیب قوت اور انسانیت سوز مظالم سے افغان عوام پر تمہارا تسلط قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم نہ صرف تمہارے سر تن سے جدا کرتے رہیں گے بلکہ تمہارے ساتھ دے کر اسلام اور وطن سے غداری کر رہے ہیں چاہے وہ ہمارے اپنے لخت جگر ہی کیوں نہ ہوں یہ پیغام ایک افغان مجاہد نے روسی افسر کے خط کے جواب میں دیا جو اُسے اپنے پسر نے بڑی امیدوں کے ساتھ بھیجا یا تھا۔ کہ اپنے والد کو کارمل حکومت کا ہمنوا بنا سکے۔ وہ لڑکا کارمل فوج کا افسر تھا۔ اس کا انجام اس کے باپ کے ہاتھ سے یوں ہوا کہ اُسے گولی مار کر اس کی نعش کو پہاڑیوں میں پھینک دیا گیا۔ افغانستان کے جہاد آزادی میں ایسے واقعات کثرت سے رونما ہو رہے ہیں کہ والدین اپنے جوان بیٹوں کو جو ملحد اور کمیونسٹ بن چکے ہیں۔ اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ اور عورتیں اپنے خاوندوں سے لاتعلق ہو رہی ہیں۔ اور بھائی اپنے سگے بھائیوں کو ختم کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اگر وہ مجاہدوں کے خلاف کارمل فوجیوں یا روسیوں کا ساتھ نہیں دیتے۔

روس کے مذموم عزائم

روس کے مذموم عزائم جو وہ عالم اسلام کے خلاف رکھتا ہے اقوام متحدہ کے ایک اعلیٰ افسر کی رپورٹ سے واضح ہو جاتے ہیں جو اُس نے گذشتہ سال افغانستان میں رہ کر تیار کیے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء کے نوائے وقت نے اُس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ روس کے علاوہ کیوبا اور ایتھوپیا کے فوجی بھی

افغانستان میں لڑ رہے ہیں۔ افغانستان میں روسی فوجوں کو ماسکو کے زیر اثر مشرقی یورپ کے کمیونسٹ ممالک کے علاوہ کیوبا ایتھوپیا اور جنوبی یمن کے نام نہاد سوشلسٹ غیر جانبدار ملکوں کی فوجی کمک بھی پہنچ رہی ہے۔ جنوبی یمن کے روس نواز کمیونسٹ فوجی خاص طور پر ہوا باز اور ٹینک سوار اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کے خلاف ملحدوں کی مدد کر رہے ہیں۔ ایتھوپیا اور جنوبی یمن میں روس کو جو فوجی اڈے مل گئے ہیں ان کے ذریعے وہ جب چاہیں کسی بھی عرب ملک میں افغانستان کی طرح فوجی مداخلت کر سکتے ہیں۔ افغانستان کے سابق حکمران بھی غیر جانبداری کے دعوؤں کے ساتھ اس کی طرف روز افزوں جھکتے چلے گئے اور بالآخر اس کا جو خوفناک نتیجہ برآمد ہوا اس سے لیبیا شام اور جنوبی یمن کے موجودہ حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

جہاد کی اشد ضرورت

افغانستان میں حق و باطل کا جو معرکہ ہو رہا ہے۔ اس کی کامیابی پر پورے عالم اسلام اور آزاد دنیا کی بقا کا انحصار ہے۔ تمام مسلمان اقوام کے عوام، علماء کرام اور پیرانِ عظام جو اپنے حلقۂ اثر میں جہاد کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے حکم پر گوش بر آواز بن جائیں حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ۔ مومنوں کو قتال کی ترغیب دلاؤ۔ پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہو چکا ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سب سے پہلے ملت افاغنہ بڑی سج دھج کے ساتھ کربلا کے متصل بن دادِ شجاعت دے رہی ہے۔ یہ سلسلہ یہ سلسلہ بڑھے گا۔ اور بیشتر مسلم اقوام سے مشیت خداوندی قربانی کا مطالبہ کرے گی۔ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ سلطان فتح علی ٹیپو کے اس قولِ بلیغ کو اپنا میدانِ کارزار میں اترنے کا وقت

آچکا ہے۔ پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات میں یہ سب سے بڑی تقریب ہے خدا کرے کہ ملت اسلامیہ کی چشم دل وا ہو جائے تاکہ قوت شبیری سے قوتِ یزیدی کو کچلا جاسکے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

موسیٰؑ و فرعون و شبیرؓ و یزید | ایں دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوت شبیری است | باطل آخر داغ حسرت میری است
تیغ بہر عزتِ دین است و بس | مقصد او حفظِ آئین است و بس
ماسوا اللہ را مسلمان بندہ نیست | پیش فرعونے سرش افگندہ نیست
رمز قرآن از حسینؓ آموختیم | ز آتشِ اُو شعلہ ہا اندوختیم

اسلامیانِ عالم کے اربابِ بصیرت کے لئے لمحۂ فکر ہے کہ اب دلق و تسبیح و سجادہ کا وقت نہیں۔ فرعون اور نمرود سے بدتر قوتیں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے میدانِ کارزار میں اتر چکی ہیں۔ اے کاش کہ آج صلاح الدین ایوبیؒ زندہ ہوتا۔ جمال الدین افغانیؒ زندہ ہوتا۔ خوشحال خان خٹکؒ زندہ ہوتا۔ حکیم الامت علامہ اقبال زندہ ہوتا۔ تو ملتِ اسلامیہ کو یہ پیغام ملتا۔

خوار از مہجوریٔ قرآن شدی | شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی
صلح شرگر دو چو مقصود است غیر | گر خدا باشد غرض جنگ است خیر
گر نہ گردد حق ز تیغ ما بلند! | جنگ باشد قوم را نا ارجمند
خوف حق عنوانِ ایمان است و بس | خوف غیر از شرک پنہاں است و بس

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ

اگر مسلمان بقاء چاہتا ہے۔ اپنی بقاء اپنے ایمان و اسلام کی بقا اپنی عزت و آبرو کی بقاء اپنے علوم اقتدار کی بقاء تو پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں آ سے

الجہاد الجہاد کا نعرہ بلند کرنے پڑے گا۔ جہاد بالسیف مسلمانانِ عالم پر فرض ہو چکا ہے
فلسطین ہو یا افغانستان۔ کشمیر ہو یا بیت المقدس جہاد و قتال کے بغیر باطل کی قوتیں
کبھی مسلمان کو فارغ نہیں بیٹھنے دیں گی۔ صیہونیت کے منصوبہ کے مطابق فلسطین
بیت المقدس اور جولان کے بعد لبنان کی باری ہے۔ بھارت کی مسلم کش ہندو خاندان
کی حکومت کشمیر کو ہڑپ کرنے کے بعد اب آزاد کشمیر پر اپنا حق جتلا رہی ہے۔ اشتراکی
روس سات مسلم ریاستوں کو اپنے یونین میں ختم کرنے کے بعد اب افغانستان کو
U.S.S.R یعنی اشتراکی سوویت روس کی ایک ریاست بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے
چاہے پورا ملک کھنڈر بن جائے اور سب افغان ملک چھوڑ کر چلے جائیں اُسے تو فقط
ملک چاہیئے۔ اس کے بعد اُس کے جو ارادے ہیں وہ اقوام عالم پر واضح ہو چکے ہیں
مشرک ملحد اور صیہونی قوتیں بڑا مضبوط گٹھ جوڑ کر کے مسلمان اقوام پر پورے سوچے
سمجھے منصوبے کے مطابق یورش کر رہی ہیں۔ جہاد بالسیف۔ جہاد بالقلم اور جہاد
بالمال فرض ہو چکا ہے۔ اور مسلمانانِ عالم کے لئے اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو کر
باطل کی قوتوں کو للکارنے کے سوا کوئی راہ نجات نہیں۔

افغانستان کے جیالوں کی طرح روسی ترکستان بھی امام شامل ؒ نے جو گوریلا جنگ کے
ماہر تھے۔ روسی استبداد سے انیسویں صدی عیسوی میں نبرد آزما رہے۔ دو لاکھ
تربیت یافتہ اور جدید فنون جنگ سے واقف روسی فوج مٹھی بھر مجاہدین سے
تین محاذوں پر لڑ رہی تھی۔ "مسجد یار اغلی" کے خطیب شیخ داغستان کہلاتے تھے۔ شیخ
ملا محمد نے ریاضت و عبادت کی بجائے جہاد کی تعلیم و تدریس کا آغاز کر دیا۔ وہ روس کی
توسیع پسندی کو بھانپ گئے تھے۔ اس مکتب میں "غیمری" نامی گاؤں سے دو شاگرد آئے
شامل اور غازی محمد۔ دونوں نے تعلیم کی تکمیل کی۔ شیخ ملا محمد نے کوہ قاف کے قبائل کو
متحد و مربوط بنایا۔ غازی محمد کو داغستان میں مقرر کیا۔ شامل پر اسرار طور پر مکہ معظمہ

پہنچ گیا۔ جہاں اس نے عبد القادر الجزیری سے مسلمانوں کے عروج و زوال پر سیر حاصل بحث کی اور ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ واپس آ کر غازی محمد کے ہاتھ پر بیعت کی اور جہاد کا اعلان کر دیا۔ پہلا معرکہ اودیریا کی خان کے ساتھ ہوا جو روسیوں کی ہمنوا تھی اس میں ناکامی ہوئی تو سوچ و بچار کے بعد گوریلا جنگ کا آغاز کر دیا۔ یہ عقابوں کی طرح روسی فوجوں پر جھپٹتے اور آن کی آن میں بھاری نقصان پہنچا کر واپس آ جاتے۔ مجاہدین کے لبوں پر یہ نغمہ جاری رہتا۔

"اے ہواؤ! — اے پہاڑو — اے پرندو!
تم گواہ رہنا ہم دشمن سے اس طرح لڑ رہے ہیں
جس طرح لڑنے کا حق ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ایک
قدم پیچھے نہیں ہٹا کسی نے پیٹھ پر زخم نہیں کھایا
ایک ایک نے دشمن سے بہادری کا لوہا منوایا!!
اب ہم بہادروں کی طرح موت کا انتظار کر رہے ہیں
ہم موت کو سامنے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں ہم میں سے ایک
بھی ایسا نہیں جو موت سے ہمکنار ہوتے وقت غمگین ہو"

امام شامل نے قبائل کو جمع کر کے درس دیا قرآنی حکم سنایا۔ "کہ سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو" ایک پرچم تلے جمع ہو جاؤ۔ یہ جنگ ۱۸۶۴ء میں ختم ہو گئی جب امریکہ میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ صدر ابراہیم لنکن کا زمانہ تھا۔ ۱۸۶۵ء میں تاشقند پر قبضہ کر لیا گیا۔ امیر بخارا نے اپنی منظم فوج کے ذریعے روسیوں سے تاشقند واپس لینے کے لئے حملہ کیا جو ناکام رہا۔ اس علاقے کو روسی سلطنت میں شامل کر دیا گیا۔

روسی ترکستان میں مجاہدین کی سرفروشانہ جدوجہد کا ایک ہلکا سا نقشہ پیش

کیا گیا ہے۔ اس ناکامی کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ پورا عالم اسلام گہری نیند سو تا رہا اور کوئی مسلمان حکومت اسلام کے نام پر مجاہدین ترکستان کی مدد کو نہ پہنچی۔ آج وہی روس افغانستان میں بربریت اور انسانیت سوز مظالم کی داستان دہرا رہا ہے۔ عالم اسلام کا یہ حال ہے کہ مسلم وزرائے خارجہ اور اسلامی سربراہوں کی کانفرنس میں عمومی اتفاق سے منظور کی جانے والی قرار دادوں کے باوجود اکثر مسلم ممالک نے عالمی اسلامی برادری کے رکن افغانستان کے بارے میں جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اُسے بجز سرد مہری۔ بے نیازی اور لاتعلقی کے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ روس کے چند حلقہ بگوشوں سے صرف نظر کرتے ہوئے باقی مسلم ممالک اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے روس پر سیاسی۔ سفارتی اور معاشی دباؤ ڈالیں تو ماسکو اُسے نظر انداز نہیں کر سکے گا افغان مجاہدین صرف اپنے ملک کی آزادی اور حفاظت کی جنگ نہیں لڑ رہے بلکہ پوری دنیا کو آمریت اور الحاد سے بچانے کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کر رہے ہیں جس کے سائے وسطی ایشیا کی شاندار روایات رکھنے والے نصف درجن سے زائد مسلم ملکوں پر بڑے گہرے اور لمبے ہو چکے ہیں اس پس منظر میں افغان مجاہدین کی عملی اعانت ہر مسلمان فرد اور ہر مسلمان قوم پر فرض ہو چکی ہے۔ اس فرض سے تغافل تاریخ اسلام کا ایک کربناک واقعہ ہو گا۔ پندرہویں صدی ہجری کا آغاز اشتراکی روس کے ایک اسلامی ملک پر ننگی جارحیت اور فوجی مداخلت سے ہوا ہے۔ اسلامی دنیا جو پندھرویں صدی ہجری کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی صدی قرار دینے کا بتکرار اعلان کر رہی ہے۔ اسے اشتراکی روس کی جارحیت کو روکنے کے لئے متحدہ منصوبہ بندی کرنی چاہیئے جس کے لئے سب سے پہلے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہیئے۔ جہاد کی روح ہر مسلم ملک کو بیدار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جہاد کے بغیر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عملی تقاضے

کبھی پورے نہیں ہو سکیں گے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا ! !

(علامہ اقبال علیہ رحمۃ)

مسلمانوں کی عظمت قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ اور یہ قوم کاغذ کے شیر کی مانند زعم میں مبتلا ہے۔ کہ کچھ کر سکتی ہے۔ بقول ٹائن بی پورا عالم اسلام عیسائی طاقتوں کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ بلکہ اس وقت صورتِ حال یہ ہے۔ کہ اشتراکیت صیہونیت اور عیسائی سامراج نے اسلامی دنیا میں ریشہ دوانیوں کا جال بچھا کر ہر مسلم ملک کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن موجودہ دنیا کی غالب اقوام کے عقیدہ اور عمل پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ نوعِ انسانی کو اپنی نجات کے لئے ایک سچی اور باعمل مسلمان قوم کی ضرورت ہے۔ یورپ اور امریکہ کی سرمایہ پرست اقوام جو سائنسی اور فنی علوم سے مالا مال ہیں۔ سامانِ حرب و ضرب میں روز افزوں ترقی اور اضافہ سے ہی نوعِ انسان کا مستقبل مخدوش بنا چکی ہے۔ غریب اور کمزور قوموں کو مغلوب کر کے ان کی افرادی قوت اور قدرتی وسائل سے بھرپور استفادہ کر کے اپنی دولت و ثروت میں اضافہ ان قوتوں کا مطمحِ نظر ہے۔ ایشیا اور افریقہ کی متعدد اقوام ان کی چیرہ دستیوں کا مزا چکھ چکی ہیں اور ابھی تک چکھ رہی ہیں۔ یہ قومیں فطری طور پر حرص و آز میں گرفتار ہیں اور مادی زندگی کا عیش و آرام اور نوعِ انسانی کا استحصال ان کی تہذیب و ترقی کا نکتہ عروج ہے یہی نوعِ انسان کی رہبری اور امامت کی یہ اقوام قطعاً اہل نہیں۔ اشتراکی اقوام مادی و معاشی وسائل کی مساویانہ تقسیم کے دعوؤں کے باوجود دوسرے ممالک کا استحصال اسی دلیری اور بے حیائی سے کرتی ہیں جس طرح مغرب کی سرمایہ دار

اقوام کرتی ہیں بلکہ روس کی مغلوب و مقصود اقوام تو عقیدہ و عمل کی آزادی سے بھی محروم ہیں۔ اور شخصی آزادی کے فقدان کے خلاف تو آئے دن مملکت روسیہ میں احتجاج کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں سطریق کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی۔

بظاہر دنیا کی راہبر سپر طاقتوں کے دونوں نظام ہائے معاشی یعنی سرمایہ دار یورپ وامریکہ اور اشتراکی روس اور اس کے حواری بنی نوع انسان کی امامت کے قابل نہیں۔ کیونکہ وہ سب اقوام اُن انسانی محاسن اور صفات سے یکسر عاری ہیں۔ جو کسی قوم کو پوری نوعِ انسانی کی رہبری کا اہل بنا سکتی ہیں ان اقوام نے استبداد استحصال درندگی اور شیطنت کا ایسا وسیع نظام وضع کر رکھا ہے۔ کہ باقی ماندہ اقوام ان کے سامنے بھیڑوں کے اس ریوڑ کی مانند ہیں۔ جن پر بھوکے بھیڑیئے حملہ بول دیں۔ ظاہر ہے۔ کہ بھیڑیئے بھیڑ بکریوں کے راعی اور محافظ نہیں ہو سکتے۔

پندرھویں صدی ہجری اور مسلمانوں کا فرض منصبی

پندرھویں صدی کا آغاز دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس دعویٰ کے ساتھ ہوا ہے کہ اس صدی میں اسلام کا احیاء اور مسلم اقوام کی نشاۃ ثانیہ ناگزیر ہیں۔ اقوام عالم کی امامت اور رہبری کے لیے مسلم اقوام کی طرف نظر اٹھنا ایک فطری امر ہے اگرچہ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ ـــ مسلمانان رواداری کا فرماجرائی بلا۔

ہمارا ظاہر و باطن اس دعویٰ کا ابطال کرتا ہے کیونکہ مغربی افکار و نظریات سے مرعوب ہو کر ہم از خود بیگانہ ہو چکے ہیں۔

افرنگ زِ خود بے خبرت کرد وگرنہ ــــ اے بندۂ مومن تو بشیری تو بشیری!

اسلام کا سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی و روحانی نظام مغرب کے

کسی بھی نظام سے وہ اشتراکی ہو یا سرمایہ دارانہ یکسر مختلف ہے۔ قرآن نے مسلمانوں کو اُمتِ وسط کہا ہے۔ یہ اسلام کا عدل میانہ روی اور افراط و تفریط دونوں سے بچ بچاؤ، وہ نقطہ امتیاز ہے۔ جو ملت اسلامیہ کو اقوامِ عالم میں ایک منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ غیر مسلم اقوام میں مادہ پرستی حرص و ہوس اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ متحارب قوموں کی آویزش سے پوری دنیا کا امن اور سلامتی روز افزوں خطرات کی لپیٹ میں ہے۔ مسلمان اقوام کو اپنے عقیدہ کی بدولت مادی اور روحانی قدروں کا ایسا حسین امتزاج ملا ہے کہ ان کے عالمی قوت بن جانے کی صورت میں بنی نوع انسان کو امن و سکون مل سکتا ہے۔

مسلمان اقوام کو بنی نوع انسان کی امامت کا منصب ایک مرتبہ پہلے بھی سونپا جا چکا ہے۔ اور تاریخ گواہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس منصب کے تقاضے جب تک نیابتِ الٰہی کے طور پر پورے کئے وہ اس پر سرفراز رکھے گئے۔ لیکن جوں ہی انہوں نے نیابتِ الٰہی کی جگہ حبِ جاہ اور حبِ دنیا کے تقاضے اپنا لئے ان کا حشر ان اقوام سے مختلف نہ ہوا۔ جو ظلم و استبداد کی وجہ سے غضبِ خداوندی کی مورد بنیں۔ دراصل ملتِ اسلامیہ کا یوم ہی نیابتِ الٰہی ہے۔

در دلِ حق مکتو نیم ما　　وارثِ موسیٰؑ و ہارونؑ نیم ما
ذاتِ ما آئینۂ ذاتِ حق است　　مسلم ز آیاتِ حق است

خلافتِ ارضی جس کا تاج جناب آدم علیہ السلام کو پہنایا گیا اس تاج کی وارث آج امتِ مسلمہ بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ان صفات سے متصف ہو جائے جو دراصل صفاتِ حق ہیں۔

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات　　ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

خلافتِ ارضی یا امامت نوع انسانی مادی یا سیاسی، معاشی یا معاشرتی منصب

نہیں یہ نا لفظاً ایک روحانی منصب ہے۔ اور جب یہ منصب عطا ہوتا ہے تو ایسے
تاجور کا حال یہ ہوتا ہے۔

سلطنت اہلِ دل فقر ہے شاہی نہیں ‏ فاش ان کی اداؤں سے ہوئی یہ رمز غریب

حقائق کا اعتراف کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اُمت مسلمہ کے عوارض کی نہ تو تشخیص ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی علاج ہر اسلامی ملک میں عقلی علمی اور عملی انتشار اپنے عروج پر ہے۔ مسلمان یا تو مغربی افکار و نظریات کا مرعوب ہے یا پھر اشتراکیت کو نوعِ انسانی کے دکھوں کا مداوا سمجھ کر اس کوشش میں مصروف ہے کہ اشتراکیت کو عین اسلام ثابت کیا جائے۔ یا اُسے عصرِ حاضر کے معاشی اور معاشرتی مسائل کا ایسا نسخہ کیمیا سمجھا جائے جو اسلام سے چند قدم آگے ہے۔ درحقیقت صدیوں کی غلامی اور اسلامی افکار و عقائد سے بے اعتنائی اور لاعلمی نے مسلمان کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ

نہ خود بیں نہ خدا بیں نے جہاں بیں

دَورِ حاضر کا مسلمان

اشتراکی سامراج کی مقہور مسلم اقوام کے ماسوا دنیا کی باقیماندہ بیشتر مسلم اقوام نے سیاسی غلامی کا جوا تو بیسویں صدی عیسوی میں اتار پھینکا۔ لیکن وہ علمی۔ فہمی، تہذیبی اور معاشرتی غلامی کے شکنجوں میں بدستور جکڑی ہوئی ہیں۔ ہر وہ چیز جس پر مغرب کی چھاپ ہو معیاری سمجھی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر مسلم مملکت میں اسلام اور اسلامی اقدار کے ناقد خود مسلمانوں میں پیدا ہو گئے۔ اور وہ زندگیاں اس کوشش میں بسر کر رہے ہیں کہ اسلام میں وہ ایسی کتر و بیونت کر لیں کہ اس کا

جامہ مغربی اقدار اور مغربی تہذیب کے سب تقاضے پورے کر سکے۔ اس لئے جو کچھ اسلام میں ناخوب ہے اُسے خوب سمجھا جا رہا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اُسے عین اسلام کہنے پر اصرار ہے۔ اس ذہنی اور نفسیاتی غلامی سے نجات کے بغیر اسلام کی درخشندہ تعلیمات عقائد اور اقدار پر عمل تو کجا ان کا صحیح فہم بھی پیدا ہونا محال ہے

غلامی کیا ہے ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا
بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بینا

احیاءِ اسلام کی تحریک کم و بیش ہر مسلمان ملک میں محسوس کی جا رہی ہے۔ بعض اسلامی ممالک میں جیسے ایران و پاکستان میں اس تحریک داعی خود وقت کی حکومت ہے۔ حکومت یا حکومت سے باہر مسلم معاشرہ کے افراد کو فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر اس بنیادی بات کو ذہنی طور پر قبول کرنا ہو گا کہ ملت اسلامیہ کا آئین قرآن ہے اور قرآن کی ایک ایک شق پر عمل پیرا ہو کر ملتِ اسلامیہ اس جادہ مستقیم پر رواں دواں ہو سکتی ہے جس کی منزل نیابتِ الٰہیہ اور امامت نوعِ انسانی ہے۔

شکوہ سنج سختیِ آئیں مشو
از حدودِ مصطفےٰ بیروں مرو
اے امانت دارِ تہذیب کہن
پشت پا بر مسلک آبا مزن

یہ مشورہ کسی مسجد کے مولوی کا نہیں بلکہ اس حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا ہے جس نے مغرب کی مادی تہذیب اور اشتراکیت کے پورے خد و خال کا عمیق مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور اس تہذیب کے متعلق اُن کی رائے یہ ہے۔

من درونِ شیشہ تہذیب حاضر دیدہ ام
آں چناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب

یہ تہذیب جس کے زہر سے زہریلے سانپ بھی پیچ و تاب میں مبتلا ہیں۔ اہل تن کی

مادی تہذیب ہے جس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ انسان کو انسانیت سے بیگانہ رکھو اور سفلی حیوانی خواہشات و لذات میں انہماک کے لئے نئے سے نئے طریقے وضع کرکے بنی نوع انسان کو ان میں غرق کردو۔

چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند — کرتے ہیں روح کو خوابیدہ بدن کو بیدار

انسان کو انسان بنانے اور بہائم سے ممتاز رکھنے کے لئے ہدایت ربانی کا نزول بھی کرۂ ارض پر انسان کے نزول کے ساتھ ہی ہوا۔ انسان کو تین عقیدے روزِ اوّل سے عطا ہوتے۔ پہلا یہ کہ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ دوسرا یہ یقین کہ نوعِ انسانی جب ہدایت ربانی کو قبول کرے تو وہ بہترین اُمت بن جاتی ہے تیسرا یہ عقیدہ کہ انسان کو اس عالم میں کمالات اور شرف حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ایسے کمالات جو اُسے تنگ و تاریک عالمِ دنیا سے جو درحقیقت مصیبتوں کا گھر ہے ایک اعلیٰ اور افضل اور وسیع و عریض عالم منتقل کرنے کے لائق ہوں۔ اس عقیدے کا ایک مقتضیٰ یہ ہے کہ اس عقیدے کا حامی اپنی استعداد کے مطابق اپنی عقل کو معارف و علوم حقہ سے آراستہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ زندگی بھر صفاتِ رذیلہ سے بچ کر تہذیب نفس کی کوشش میں لگا رہے گا۔ مال و اسباب کے حصول میں دروغ گوئی حیلہ بازی۔ خیانت۔ دغا۔ رشوت خوری۔ چاپلوسی سے اپنا دامن آلودہ نہیں ہونے دے گا۔ معاملات میں راستی۔ عدل اور صلح و آشتی اس عقیدہ کا لازمی نتیجہ ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد تصورِ آخرت ہے اور دنیاوی زندگی کے مقصد کا نہایت واضح تعین ہے۔ دنیا میں انسان کی آمد کا مقصد واضح ہونے کے بعد اور اُس کا اس دنیا سے خروج بھی ایک حقیقت بن جانے کے بعد مذہب یعنی ہدایتِ ربانی نے قدیم زمانے سے قوموں کے اندر تین خصائل پیدا کئے۔ جو حیا، امانت۔ اور صداقت کے نام سے تہذیب انسانی میں موسوم ہیں۔ حیا نفسِ انسانی کی وہ انفعالی کیفیت ہے

جو کسی بُرے کام کے کرنے سے ہوتی ہے۔ یہ خصلت انسان کو حیوانی افعال سے روکتی ہے حرکات و سکنات میں اعتدال پیدا کرتی ہے۔ اور انسانوں کو بہائم سے ممتاز کرتی ہے۔ دوسری صفت امانت ہے جو انسانی معاملات میں روح اور جان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بغیر معاملات کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور قوموں کی معیشت اور آسائش کے نظامات ممکن نہیں رہتے۔ اسی صفت کی وجہ سے ظلم۔ تعدی کا انسداد عدل و قضا کا قیام اور حکومتوں کا نظام برقرار رہ سکتا ہے۔ تیسرا وصف صداقت یا راستی ہے انسانی معاشرہ باہمی اشتراکِ عمل سے بقاء حاصل کرتا ہے۔ اور صدہا مصائب و آلام سے اپنی حفاظت پر قادر ہوتا ہے۔ راست بازی اور راست گفتاری کی صفت کے بغیر انسانی معاشرہ سے اشتراکِ عمل کی بنیادیں ہی متزلزل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جھوٹا قریب کو بعید اور بعید کو قریب بتاتا ہے۔ نفع کو ضرر کا اور ضرر کو نفع کا نام دینے کے لئے حیلہ سازی کرتا ہے۔ کسی جماعت یا قوم سے صداقت کا جوہر مفقود ہو جائے تو اس پر گمراہی اور بدبختی کے سائے بڑی سرعت سے پڑتے ہیں۔ اور بالآخر اس کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

مغرب کی مساوی تہذیب جس کے ہاتھوں اب خود مغرب لرزاں و ترساں ہے ہدایتِ ربانی سے یکسر بے نیاز ہو کر پروان چڑھی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں تثلیث کا عقیدہ ایجاد کر کے اور اشتراکیت نے الوہیت کا انکار کر کے انسانی معاشرہ کو حیا۔ امانت اور صداقت کی تین بنیادی خصلتوں سے محروم کر دیا اور اس پر شقاوت اور بدبختی کے دروازے کھول دیئے۔ مغربی تہذیب اور اشتراکیت کا لب لباب یہ ہے کہ انسانوں کو اشرف المخلوقات کے بلند مقام سے گھسیٹ کر وحشت اور حیوانیت کی رسوائیوں پر لا ڈالیں۔ اس تہذیب کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ انسان ساری خواہشوں اور لذتوں میں ساجھی بن جائیں اور کوئی

اخلاقی بندھن یا تعلیم ان کی سفلی خواہشات کی تسکین میں سدِ راہ نہ بن سکے۔

اشتراکیت یا مغرب کی تن پرست تہذیب جس نے عیسائیت کا حلیہ بگاڑ دیا در اصل قبل مسیح کی نیچری تحریکوں کا ہی احیاء ہے جن کے ہاتھوں یونان و روما کی مستحکم حکومتیں اور تہذیبیں تاخت و تاراج ہوئیں۔ عقلِ انسانی کے ارتقاء نے اباحت کے نئے نئے طریقے دریافت کیے۔ اور انسانوں کو سرتاقدم حیوان و شیطان بنانے کے لئے حیلہ۔ مکر اور استبداد کے تمام ہتھیار بروئے کار لائے گئے ذیل میں چند قوموں کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے جو عزت و شرف کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جانے کے بعد مادی تحریکوں کی تعلیمات اور اُن تحریکوں کے اساتذہ کی رہبری قبول کرتے ہی قعرِ مذلت میں گر گئیں۔

اہلِ یونان کا عروج و زوال

یونانی ایک چھوٹی سی قوم تھی۔ مگر حیا۔ امانت اور صداقت کی صفات سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے اس کو عروج حاصل ہوا۔ عارونگ کی صفت کی وجہ سے اس قوم نے علوم و معارف کا بازار گرم کیا۔ سالہا سال تک فارس کی سلطنت کے مقابلہ میں جو کاشغر سے استنبول تک پھیلی ہوئی تھی ڈٹی رہی۔ اس نے رسوائی اور غلامی کے ڈر سے کہ شرفِ انسانی کو زیبا نہیں جوانمردی سے فارس کی سلطنت کو زیر و زبر کر کے اپنا ہاتھ ہندوستان تک بڑھایا۔ سکندر کے ہاتھوں دارا کا قتل اور ہندوستان میں سکندر کی آمد اور راجہ پورس سے اُس کے معرکے تاریخ کے اہم واقعات ہیں۔

امانت کی صفت یونانی قوم میں اس درجہ قائم تھی۔ کہ موت کو خیانت پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ جب تموستوکلیس کو خشیارات نے حکم دیا کہ فارس کی فوج لے کر

یونان کو ختم کرے۔ تو وہ زہر کھا کر مر گیا لیکن اس پر راضی نہ ہوا کہ اپنی قوم کے ساتھ خیانت کرے۔ حالانکہ یونانیوں نے فارس کی فتح میں اس کی نمایاں خدمات کو فراموش کر دیا تھا جب ابی قواری اور نیچری حکیم کے نام سے یونان میں ظاہر ہوئے تو اُن لوگوں نے پہلے الوہیت سے انکار کیا جو ہر فساد کی جڑ اور بُرائی کی اصل ہے۔ پھر یہ تعلیم دی کہ انسان خود پسندی اور کبر کی وجہ سے یہ گمان کرتا ہے۔ کہ وہ ساری مخلوقات سے اشرف ہے۔ اور اپنی حرص و آز کی تسکین کے لئے ایک نورانی دنیا اور ایک جاودانی دارِ آخرت کا تصور رکھتا ہے۔ جہاں منتقل ہو کر عیب و نقص کی آمیزش کے بغیر وہ سعادت کے کمال کو حاصل کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے طبیعت انسانی کے خلاف بیڑیوں۔ زنجیروں۔ مصیبتوں اور مشقتوں میں اپنی طبع آزاد کو جکڑ رکھا ہے۔ اور فطری لذتوں کے دروازے از خود اپنے اوپر پابند کر لئے ہیں۔ حالانکہ اس کو کسی بات میں حیوانات پر برتری حاصل نہیں۔ بلکہ وہ فطرت اور طبیعت کے اعتبار سے سارے حیوانات سے ناقص اور پست ہے وہ صنعتیں جن پر انسان فخر کرتا ہے۔ ایسے حیوانات کی تقلید سے حاصل ہوئی ہیں۔ انسان نے بُننا مکڑی سے سیکھا ہے عمارت بنانا شہد کی مکھی سے قصر و محل بنانا دیمک سے اسباب خانہ داری اکٹھا کرنا چیونٹی سے موسیقی بُلبل سے وغیرہ۔ لہذا مغرور اور بر خود غلط انسان کو مان لینا چاہئے۔ کہ اس کی زندگی نباتات کی سی زندگی ہے اس دنیا کے سوا اس کے لئے کوئی دنیا نہیں اور نہ ہی اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ہے۔ پس وہ اپنے آپ کو رنج و تغیر میں نہ ڈالے۔ اور طرح طرح کے مزوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھے حلال و حرام۔ لائق نالائق۔ سازگار و ناسازگار یہ من گھڑت باتیں ہیں۔ انسان لذت کے حصول اور شہوت کی تسکین میں ان باتوں پر کان نہ دھرے۔ جب ان مادی معلمین نے یہ دیکھا کہ حیا اور شرم نفس کی صفت

کو زائل کئے بغیر ان کی تعلیمات رائیگاں جائینگی تو ان بزعم خویش حکماء نے انسانی آبرو کو پامال کرتے ہوئے جہاں کہیں کوئی دسترخوان دیکھتے وہاں بن بلائے حاضر ہو جاتے حتی کہ ان نے حکماء کو اہلِ دسترخوان کتے کا خطاب دے کر چھڑیوں سے مار کر نکال دیتے لیکن بہ انسان نما کتے اپنی حرکت سے باز نہ آتے حتی کہ ان کا نام "کلبتیین" رکھ دیا گیا۔ یونان کے ان بےحیوں کی فاسد تعلیمات نے جب مرورِ زمانہ کے ساتھ اہلِ یونان کے دلوں اور عقلوں کو متاثر کیا تو عقلیں کند پڑ گئیں۔ اور علم و حکمت کا بازار سرد پڑ گیا۔ اخلاق بگڑ گئے۔ امانت۔ خیانت سے۔ حیا بے شرمی سے شجاعت بزدلی سے حبِ قوم حبِ ذات سے بدل گئیں اور قدرت کے اٹل قانون نے یونانیوں کو لاطینیوں یعنی اہلِ روم کے ہاتھ میں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔

اہلِ فارس کا عروج و زوال

فارس کی قوم بھی نیک بختی کے اعلیٰ اصولوں کو اپنا کر ترقی کی عروج کو حاصل کیا تھا وہ اپنے آپ کو ایسا شریف جانتی تھی کہ وہ غیر قوموں میں صرف ایسی قوموں کو خوش بخت گردانتی تھیں جو یا تو اُن کی حامی ہوں یا ان کے قرب و جوار میں رہنے کا شرف رکھتی ہوں۔ امانت اور صداقت اس قوم کی دینی تعلیمات میں اولین درجہ رکھتی تھیں۔ حد یہ تھی قرض تک لینا عار سمجھی۔ اس ڈر سے کہ کہیں لین دین میں جھوٹ نہ بولنا پڑ جائے خدا نے اس قوم کو رفعت کا وہ مقام عطا کیا شاہنامہ فردوسی جیسی کتاب اس کے احوال میں لکھی گئی۔ فرانسیسی مورخ لزمان لکھتا ہے۔ کہ دریوش کبیر کے زمانے میں فارس کی بادشاہی اکیس گورنروں پر مشتمل تھی اور سلطنت مصر۔ سواحل

بحر قلزم ۔ بلوچستان اور سندھ پر محیط تھی اگر کسی وقت سلطنت میں خرابی پیدا ہوتی تو فارسی قوم کے صحیح اصولوں کی تاثیر سے تھوڑی سی مدت میں اس کا تدارک ہو جاتا یہاں تک کہ قباد کے زمانے میں مزدک طبعی نے مظلوموں کے پشت پناہ اور جور و ستم کے خاتمے کا دعویٰ بلند کر کے ظاہر ہوا۔ اس نے اپنی تعلیماتِ سفلیہ سے ایرانی قوم کی نیک بختی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ اس کی تعلیم یہ تھی کہ حدود و قوانین جو لوگوں نے اخلاقیات کے نام سے وضع کر رکھے ہیں، سب کے سب جور و ظلم کا سبب ہیں اور سب باطل ہیں طبیعتِ انسانی اصل شریعتِ مقدسہ ہے۔ جو حیوانیت اور بہائم میں موجود اور محفوظ ہے ۔ وہ کون سی عقل و دانش ہے جو نیچر یا طبیعت کے رتبے کو پہنچ سکے۔ فطرت نے تمام ماکولات۔ مشروبات اور منکوحات کے درمیان حقِ مشترک قرار دیا ہے۔ پس کیا ضروری ہے کہ انسان اپنے وہم کی گھڑی ہوئی باتوں کی وجہ سے اپنی ماں، بیٹی ۔ بہن سے محروم رہا اور دوسرے لوگ ان سے متمتع ہوں کسی فردِ واحد کو یہ حق نہیں کہ وہ مال کو تصرف میں لا کر اس کی ملکیت کا دعویٰ کرے یا کسی عورت سے نکاح کر کے سب کو اس سے دور رکھے لہٰذا ہر شخص کو لازم ہے کہ شریعت کے ظالمانہ طوق کو گردن سے اتار ڈالے۔ اور نیچر کے قانون کے مطابق مال اور عورتوں پر اس کا جتنا حق ہو اُسے بزور حاصل کرے۔ یہ مزدکیت ہی تھی جو روسی اشتراکیت کی اصل اساس اور پیش رو تھی ۔ جب یہ باطل تعلیمات فارسی قوم نے اپنا لیں تو حیا اُٹھ گئی ۔ بے وفائی ۔ خیانت اور غداری ظاہر ہوئی کمینہ پن اور سفلی جذبات بہیمانہ نے زور پکڑا۔ اور یوں قوم کی طبائع بگڑ کر انسانی صفات اور انسانی شرف سے محروم ہو گئیں ۔ نوشیرواں نے اگرچہ مزدک اور اس کے بعض پیروں کو قتل کیا لیکن ان شیطانی تعلیمات کے دور کرنے پر قادر نہ ہو سکا۔ جس کے نتیجہ میں فارسی قوم کا اخلاقی انحطاط جاری رہا اور اس کا منطقی انجام قوم کے سیاسی زوال میں ظاہر ہوا۔

مسلمانوں کا عروج و زوال

سچی آسمانی شریعت اور سچی تعلیماتِ الٰہیہ کے سبب امتِ مسلمہ کو عمدہ خصلتیں اور اچھے عقائد نصیب ہوئے جس کی بنا پر وہ ایک سو سال تک کوہ ایلپس اور پیرینیز سے لے کر دیوارِ چین تک کے علاقے اپنے تصرف میں آئے۔ کسریٰ اور قیصر کے دماغوں کو مسلمانوں سے رسوائی کی خاک پر بٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت ہونے اور اسباب کے فقدان کے باوجود اپنے عمدہ اخلاق کی مقناطیسیت سے تھوڑی مدت میں ہزاروں غیر مسلموں کو اپنے مذہب میں کھینچ لیا۔ حالانکہ غیر مسلموں کو جزیہ دے کر اپنے دین پر قائم رہنے کا پورا اختیار حاصل تھا۔

یہ غلبہ اور یہ عزت مسلمان قوم کو چوتھی صدی ہجری تک حاصل رہی یہاں تک کہ باطنیہ اور صاحب السر کے نام سے طبیعی یعنی نیچری عقائد کے حامل گروہ مصر میں ظاہر ہوئے انہوں نے اپنے شیطانی ٹولے کو اطراف و اکناف کے تمام مسلمانوں میں خاص طور پر ایران میں منتشر کیا۔ تاکہ شریعتِ محمدی کے نور کو بجھا دیں۔ اور دینِ مصطفےٰ کے علماء کو بہ حیلہ یا بہ نوکِ شمشیر راستہ سے ہٹا دیں۔ انہوں نے اولاً دھوکہ بازی اور فریب و دغا سے اپنی تعلیمات کو پھیلانا شروع۔ مسلمانوں کے عقائد میں شک پیدا کرنے کے لئے ان سے عہد و پیمان لیتے اور اپنے مرشد کے پاس پہنچا دیتے۔ جو ان کو تعلیم دیتا کہ ظاہری اعمال ان لوگوں کے لئے ہیں جو حق تک نہیں پہنچے۔ حق عبادت ہے مرشد اور رہبر کامل ہے جب کوئی حق تک پہنچ جائے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو ظاہری اور بدنی اعمال سے علیحدہ کرے۔ پھر یہ تعلیم ملتی کہ ظاہری اور باطنی تکالیف اور عقائد کی قید و پابندی ناقصوں کے لئے ہے جب مرید کامل بن جائے تو تمام ظاہری

وباطنی قیود سے اپنی ذات کو آزاد کرائے اور اباحت کے وسیع دائرے میں قدم رکھے
کیا حلال یا حرام کیا امانت۔ کیا خیانت۔ کیا سچائی کیا جھوٹ کیا فضائل کیا رزائل
سب کو برابر سمجھے پھر اُس نے اپنے پیروؤں کے نفوس میں اباحت قائم کرنے کے لیے الوہیت
سے انکار کیا۔ اور کہا کہ اگر خدا موجود ہے۔ تو موجودات سے مشابہ ہوگا اور اگر معدوم
ہے تو معدومات کے مثل ہوگا لیکن خدا ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے پس خدا
نہ موجود ہے نہ معدوم۔ یعنی اسم کا اقرار اور مسمی سے انکار۔

• زمانہ دراز تک باطنیوں کا یہ گروہ پوشیدہ طور پر اپنی شیطانی تعلیمات کے ذریعے مسلمانوں
کے اخلاق بگاڑتا رہا۔ جب علمائے دین اور عام صحیح العقیدہ مسلمانوں نے باطنیہ فرقہ کی
خرافات کا مقابلہ شروع کیا۔ تو امت محمدی کے ہزاروں علماء کو اور نیک امراء کو خفیہ طور پر
قتل کرا دیا گیا. ساحر الموت نے موقعہ پاکر اپنے منبر سے صاف طور پر اپنے فاسد
عقائد کا اعلان کر دیا۔ اور کہا کہ قیامت نام ہے حق کے قیام کا اور میں قائم بالحق ہوں۔
اب دنیا سے تکلیف اٹھ گئی جس کا جو جی چاہے کرے۔ یعنی انسانیت پر حیوانیت
کے سب دروازے کھل گئے باطنی فرقہ کے شیاطین نے اپنی پُر فریب تاویلات سے مخلوق
کو سحر زدہ کر دیا۔ اور ان سب برائیوں کی دعوت دی جو قوموں اور ملتوں کی تباہی و بربادی
کا سبب بنتی ہیں۔ الوہیت کے اعتقاد کو ساری سعادتوں کی بنیاد ہے اپنے جعلی زہد و تقوی
کے فریب سے عقلوں کی تختیوں سے مٹا ڈالا۔ امت مسلمہ اخلاق کو بگاڑ کر شجاعت کو مردانگی
کو بزدلی سے۔ صداقت کو خیانت و دروغ گوئی سے اور حب اسلام کو حب ذات سے
بدل دیا۔ دو سو سال تک مسلمان ان کمینوں کو دفع کرنے سے عاجز رہے۔ تاتاریوں
ترکوں اور مغل اوباشوں کے گروہ نے مل کر چنگیز خاں کی قیادت میں مسلمانوں کے شہروں
کو برباد و ویران کر دیا اور لاکھوں کو خاک و خون میں ملا دیا لیکن مسلمان اس فتنہ کی سرکوبی
سے عاجز رہے۔ کیونکہ باطنیہ کی فاسد تعلیمات نے ان میں بزدلی۔ خیانت۔ دروغ گوئی

اور سہل انگاری کے امراض پیدا کر دیئے۔

بابی فرقہ جو بعد ازاں ایران میں پیدا ہوا۔ جنہوں نے ہزاروں بندگانِ خدا کا خون حق بہایا۔ وہ ان ہی الموت کے نیچریوں کے شاگرد تھے۔ اور ان ہی سے تعلیمات اخذ کی تھیں۔ آگے چل کر ایرانی قوم پر ان اقوام و تعلیمات کے جو اثرات مرتب ہوئے وہ تاریخ اسلام کا ایک حصہ ہیں۔ عثمانی دورِ حکومت میں بعض ترک امراء اور سرداروں نے نیچریوں کے فاسد عقیدے قبول کر لئے۔ اور اپنے آپ کو تجدد پسند کہلاتے ہوئے تمام اخلاقی قیدوں سے آزاد ہو کر حیوانی لذتوں اور شہوانی مسرتوں میں انہماک کو ترقی کی معراج سمجھ بیٹھے۔ ۱۸۷۳ء کی روس اور ترکی میں جو جنگ ہوئی اور ترکی شکست پر ختم ہوئی اس کی ذمہ داری ان ترک افسروں پر واجب ہوئی۔ جو خیانت کے مرتکب ہوئے۔

نیچریوں یا دہریوں نے فرانس میں بھی روسیوں اور والٹیر کی تعلیمات کے زیر اثر خون کی ندیاں بہائیں۔ اور نپولین کی کوشش کے باوجود دین مسیحی کا وقار پوری طرح بحال نہ ہو سکا۔ اسی طرح روس میں سوشلسٹ اور کمیونسٹ انقلاب جس نے آج دنیا کو اپنی مہیب تباہ کاریوں کی طرف متوجہ کر دیا۔ ایسے ہی دہریوں۔ ملحدوں اور نیچریوں کے خبث باطن کا نتیجہ ہے جو بنی نوع انسان کو آسمانی مذاہب اور تصور الٰہیت سے محروم کر کے تمام اخلاقی قدروں کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ مزدک کی گمراہ کن تعلیم کے تحت زر۔ زن اور زمین کو اخلاقی قیود سے بے نیاز ہو کر تمام انسانوں کے لئے مشترکہ سرمایہ قرار دیں۔ چونکہ نظام عالم کی بنیاد حکمت پر رکھی گئی ہے۔ اور انسانی نظام اس نظام کائنات کا جزو ہے۔ اس لئے جب بھی ایسے دُون فطرت مزدکیوں۔ اشتراکیوں نیچریوں ملحدوں اور دہریوں کا ظہور ہوا تو فطرتِ سلیم پر قائم انسانی نفوس نے ان کے قلع قمع کے لئے اپنی کوششیں صرف کیں تاکہ حقیقی نظام سعادتوں کا سرچشمہ ہے

اور ظاہری و معنوی ترقیوں کا موجب ہے۔ حق و باطل کی یہ آویزش نئی نہیں بلکہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ

پندرھویں صدی ہجری قربِ قیامت کی صدی ہے۔ اس صدی میں تاریخِ عالم کے بعض نہایت اہم اور محیر العقول واقعات رونما ہونے کی پیش گوئیاں اصحاب نجوم کے علاوہ اہل خیر اصحابِ علم و تقویٰ نے اپنے مکاشفات کی بنا پر بھی کی ہیں اور کتب احادیث کے باب الفتن کا مطالعہ اس ضمن میں ٹھوس بنیادیں فراہم کرتا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب "الخیر الکثیر" میں فرماتے ہیں۔ جب یہودیوں کی سرکشی اور تمرد و عصیان حد سے بڑھ گیا۔ اور وہ قتل انبیاء کے قریب ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی انہوں نے توہین کی تو ان کے صحف اعمال ان کے ظلم اور بے اعتدالیوں سے بھر گئے اور ان گناہوں کے اثرات آسمان تک پہنچ گئے اس سے پہلے عاد و ثمود اور دیگر سرکش اقوام کے گناہ بھی آسمان تک کی فضا کو بھر چکے تھے اور ان کے آثارِ خصوصی نمایاں ہو چکے تھے۔ اب یہود کی برائیاں بھی ان کے ساتھ مل گئیں۔ تو ان سب شرور میں ایک وحدت پیدا ہوئی اور ایک عالم میں ان کو تحقق حاصل ہوا۔ جو اس عالم مادی سے کامل تر ہے۔ یہ برائیاں ایک جیتے جاگتے مجسمے کی شکل میں نمایاں ہوئیں۔ جس کا نام شرع کی زبان میں المسیح الدجال ہے۔ دجال کو شر کی جانب سے انسلاخ حاصل ہے۔ اور انسلاخ خواہ کسی جانب میں ہو۔ اثر تعاغ کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ برائیاں ظہور میں آتی رہیں۔ اور دجال کامل سے کامل تر ہوتا

گیا۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو دجال جو شرّ محض ہے۔ وہ خیرِ کامل کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اور مجبوراً کنارہ کش ہو گیا۔ جب عہد نبوت پر ایک زمانہ دراز گزر گیا۔ اور انسانی معاشرہ میں شر کی کثرت ہوئی اور دجال کے کمالات شر میں پھر ترقی شروع ہوئی۔ تقویم ہجری کی چودہ صدیاں بیت گئیں۔ نئے نئے فتنے پیدا ہوئے۔ اور دور حاضر میں صیہونیت اشتراکی روس، سرمایہ دار یورپ اور امریکہ اصنام پرست مسلمان دشمن بھارت اور خود عالم اسلام کی بیشتر اقوام جن کثیر برائیوں میں مبتلا ہیں اور ظلم و تعدّی کے جو ہزاروں واقعات روئے زمین پر روزانہ رونما ہو رہے ہیں۔ وہ سب دجال کے کمالاتِ شر میں روز افزوں اضافہ کر رہے ہیں اور وہ پیکرِ شر محض قوی سے قوی تر ہو رہا ہے۔ کیونکہ ہر ایک جُز اپنے کُل سے ملحق ہوتی ہے۔

جب اس طرح تمام روئے زمین ظلم بے اعتدالیوں اور وحشت و بربریت سے بھر جائے گی۔ جیسا کہ مسلم ممالک کے آئے دن واقعات بتا رہے ہیں کہ انسان کا نفس عمارہ کس قدر بے لگام اور منہ زور ہو چکا ہے۔ تو ایسے وقت میں اسم جامع محمدی اُن کی دستگیری فرمائے گا۔ اور وہ اسم پاک ایک ایسے شخص پر تجلی فرمائے جس کا نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے موافق ہو گا جس کے ذریعے اللہ تعالے مبتلائے ضلالت اُمت کو راہ راست پر لائے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم اور بے راہ روی سے بھی بھر گئی تھی اس حالت میں دجال سے نہیں رہا جائے گا اور وہ گوشۂ عزلت سے نکل کر دعوئ الوہیت کرے گا۔ زمین میں فساد مچا تا پھرے گا۔ اور ہر طرح سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں ہمہ مصروف ہو گا۔ اس کا شر و فساد جب انتہا کو پہنچ جائے گا تو اسم پاک عیسوی اس کو مٹانے پر متوجہ ہو گا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اس کا قتل ہو گا۔ قرب قیامت میں لوگوں کے مختلف احوال ہوں گے۔ بعض ایسے

کامل ہوں گے۔ کہ ان کے کمال میں ذرا بھی کمی نہیں ہوگی ان کے بالمقابل بعض ایسے ناقص ہوں گے کہ ان کو خیر و بھلائی کی ہوا تک نہیں لگی ہوگی۔ چونکہ دجال ملعون کامل طور پر شر کا مظہر ہوگا اور امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خیر کے مظہر کامل ہوں گے اس لیے ہر ایک کو اس کے موافق پیرو یا متبعین یا انصار مل جائیں گے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور پندرھویں صدی میں مسلمان اقوام کے عروج و تمکن فی الارض کے ضمن میں یہ بات گذشتہ صفحات سے پوری طرح واضح ہو گئی ہے۔ کہ یہ صدی حق و باطل یا خیر و شر کی قوتوں کے بھرپور معرکہ کی صدی ہے۔ جس میں بالآخر حق و خیر کو غلبہ اور شر و باطل کو قطعی ہزیمت ہوگی جس کے نتیجہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ وعدہ اپنی تمام تفصیل اور تقاضوں کے ساتھ پورا ہوگا۔ اس پس منظر میں افغان مجاہدین کی سرفروشانہ سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کی سعی و جدوجہد کی عظمت پوری طرح واضح ہو جائے گی کہ یہ جدال و قتال اپنی نوعیت میں معرکہ بدر و حنین سے مختلف نہیں کیونکہ یہ سرزمین یا وطن کی محبت کا معرکہ نہیں بلکہ اسلام اور اسلامی اقتدار کے دفاع کی جنگ ہے جو بے سرو سامانی کے عالم میں ایک فرعونی تہذیب قوت کے خلاف لڑی جا رہی ہے۔ اس بات کا احساس پورے عالم اسلام کو دلانے کی ضرورت وقت کا اہم تقاضہ ہے اور ان مجاہدین کی عملی اعانت جو درمے۔ دامے۔ قدمے۔ سخنے جس طرح بھی ہو اہل ایمان پر فرض ہو چکی ہے۔ افغانستان اور سرحدی قبائل میں اسلام حضرت معاویہؓ کے دور میں پہنچا اور اسلامی فوج تہذیب کی سرگرمی میں کابل فتح کرتی ہوئی درہ خیبر کے راستے ہندوستان میں پہنچی۔ ہندوستانی کی اقوام کی بیداری کا آغاز ۶۰ھ کے بعد ہوا۔ جس سے سب پہلے افغانستان اور سرحدی قبائل مسلمان ہوئے اور اسلام سے والہانہ محبت نے ان کو جہاد فی سبیل اللہ اور اشاعت اسلام پر آمادہ کیا۔ جس کے باعث ہندوستان میں صدیوں تک اسلامی حکومت قائم رہی اور مسلمانوں نے تقسیم ہند کرا کے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا جو درحقیقت افغان

مجاہدین کی صدیوں سے اشاعت اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کا منطقی نتیجہ ہے۔ قرنِ آخر میں بھی اسلام کے غلبہ کا آغاز مجاہدین کے جہاد فی سبیل اللہ سے ہو چکا ہے۔ ساتویں صدی ہجری تک ہندوستان میں اسلام کے غلبہ کے لئے جو کچھ افغان قبائل نے کیا اب پندھرویں صدی ہجری میں بھی داستان دہرائی جائے گی۔ افغانستان میں جہادِ آزادی میں مسلمان اقوام اپنا ملی فرض ادا کرتے ہوئے اگر مجاہدین کی بھرپور امداد کریں تو وہ وقت بعید نہیں ہوگا جب عصرِ حاضر کے غزنوی غوری اور ابدالی میدانِ عمل میں اُتر کر سید بخاری شاہ نعمت اللہ ولی متوفی ۵۶۰ھ کی مندرجہ ذیل پیش گوئی کو سچا ثابت کر دیں۔

یک جا شوند افغان ہم دکنیاں ویراں
فتح کنند ایں تا کل ہند عا ئد یا نہ
کشتہ شوند جملہ بد خواہِ دین و ایمان
خالق نماید اکرام از لطف خالقانہ
خوش می شوند مسلمان از لطف و فضل یزدیں
کل ہند پاک باشد از رسم ہند وانہ

پندھرویں صدی ہجری کے آغاز سے ہی فتنوں اور آزمائشوں نے امت مسلمہ کو گھیر رکھا ہے۔ فلسطین القدس۔ افغانستان۔ فلپائن میں مورد مسلمانوں کا قتل عام بھارت میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کی نسل کشی۔ اریٹریا کے مجاہدین پر ایتھوپیا کے کمیونسٹوں کے مظالم۔ مشرقی یورپ میں مسلمان اقلیتوں پر کمیونسٹوں کے ظلم و ستم علاوہ ازیں ایران عراق جنگ عرب ممالک کا باہمی خلفشار۔ مسلمان ممالک میں مختلف فرقوں اور مذاہب فکر کا اندرونی انتشار یہ سب ارباب فکر و دانش کے لئے زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جمال الدین افغانی۔ جن کی فکری صلاحیتیں اور نور ایمان تمام ممالک کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئیں امت کی تمام بیماریوں کا علاج اصول دین کی طرف مراجعت بتاتے ہیں۔ احکام دین کا اتباع اس سپرٹ سے کیا جائے جس سے ابتدائے اسلام میں ان کے احکام کے نزول کے وقت ہوا تھا۔ امت کے شرف ماضی کو واپس لانے

کے لئے ہر چیز کی بازی لگادی جائے۔ دلوں میں اصول دین پر اتفاق کرنے کا میدان موجود ہے اخوت اور محبت کی دبی ہوئی چنگاریاں موجود ہیں۔ علماء اُمت کو اختلافی اُمور کو یکسر فراموش کر کے ملت کے قلوب کو روح اسلام سے زندہ کرنے کی عمومی اور اجتماعی کوشش کرنی چاہیئے۔ نفاق اس امت میں آج اسی طرح موجود ہے جس طرح عرب قوم میں اسلام کے پھیلنے سے پہلے موجود تھی۔ اگر ماضی میں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے اخلاق میں شائستگی اور علوم و فنون میں اعلیٰ ترین معیار حاصل ہو سکتے تھے تو آج بھی انہی تعلیمات پر عمل کرنے سے تمام کھوئے ہوئے علوم ۔ اخلاقی قدریں اور معاشی و معاشرتی سربلندیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ عنایت الٰہی آج بھی مسلمانوں کی طرف متوجہ ہے اور ان کو پکار کر کہہ رہی ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبالؒ)

امتِ مسلمہ کی تمام خرابیوں، نامرادیوں اور خفتہ بختیوں کا بنیادی سبب زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مطابق "وھن" ہے یعنی دنیا کی محبت اور موت کا خوف!! جبن یعنی بزدلی وہ نفسیاتی مرض ہے جس نے عظیم الشان مملکتوں کو کھوکھلا کر ڈالا۔ اور قوموں کے شیرازے پراگندہ کر ڈالے۔ یہ وہ خبیث مرض ہے جس نے بادشاہوں کے عزم پست کر ڈالے۔ اور بلند مرتبہ انسانوں کے دلوں کو برگِ خزاں دیدہ بنا دیا یہ وہ لعنت ہے جو نیکی کے دروازے بند کر دیتی ہے برائی اور ظلم سے جہاد کے داعیہ کو خاموش کر دیتی ہے۔ نفسِ انسانی کو غلامی اور ذلت کا خوگر بنا دیتی ہے۔ فطرت انسانی کو مسخ کر کے اعلیٰ خیالات اور شریفانہ جذبات سے عاری کر دیتی ہے۔

جُبن یا بُزدلی کا علاج

جُبن یا بزدلی ناموافق حالات سے نفسِ انسانی کے گریز کا دوسرا نام ہے۔ یہ ایک روحانی مرض ہے۔ جو سہل انگاری سے پیدا ہوتی ہے۔ بقائے ذات کی اس قوت کو فنا کر دیتی ہے۔ جس کا اللہ تعالٰی نے حیاتِ طبعی کا ایک اہم رکن بتایا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے سبب سب سے بڑی وجہ موت کا ڈر ہے۔

زندگی کا لازمی انجام موت ہے۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اس پر کیا بیتے گی اور زمین کے کس حصے پر اس کی موت واقع ہوگی۔ زندگی یا روح کی فیصلہ شدہ بازگشت سے غفلت موت کا خوف بڑھاتی ہے۔ یہ غفلت انسان کو شجاعت اور مدافعت کی اعلیٰ قدروں سے محروم کر دیتی ہے۔ اور اُسے ہر قدم پر موت اور فنا نظر آتی ہے حالانکہ سارے خطرات موہوم ہوتے ہیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے خطرات اور دشواریوں سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ وہ کامیابی و کامرانی کے بلندترین مراتب پر فائز ہوئے۔ جبن یا بزدلی کے جال میں پھنس کر قومیں اور نسلیں دودھ دینے والی بکریاں بن جاتی ہیں۔ تمام رذیل خصائل میں مبتلا ہو کر کذب، نفاق، قطع رحمی، خیانت، دغابازی اور قوم فروشی جیسے مذموم اخلاق کو اپنا لیتی ہے۔ جبن فطرتِ انسانی کو غارت کر دینے والا عیب اور رسوا کر دینے والی بدی ہے۔

دین اسلام کا اصولی تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کے فرزند اس کمینہ صفت سے دور رہیں کیونکہ بزدلی اعمال حسنہ کی بجاآوری میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے اسلام صرف نماز پڑھنے اور زکواۃ دینے کا نام نہیں ہے اللہ تعالٰی نے موت سے محبت کرنے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ راہِ حق میں اقدام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دل سے مال و

جان کی قربانی ایمان کی اوّل نشانی ہے کلمۂ حق کے اعلان اور عدلِ الٰہی کے قیام کے لیے جانیں قربان کرنا اسلام کا رکنِ وحید ہے۔ اسلام اور بزدلی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اولٰئے فرض میں سستی اور کوتاہی زندگی کی مقررہ مدت میں ایک سانس کا بھی اضافہ نہیں کر سکتی۔ نہ ہی شجاعانہ اقدام مدتِ اجل میں سے ایک سانس بھی کمی نہیں کر سکتا۔ مومن دو صفات میں سے ایک کا طالب رہتا ہے۔ یا زندگی سرواری اور ارجمندی کے ساتھ یا موت قربِ الٰہی کی سعادت کے ساتھ علمائے امت کا فرض ہے۔ کہ عامۃ المسلمین میں جہاد و قتال کی روح بیدار کریں تاکہ مسلمان پندرھویں صدی ہجری میں معرکۂ حق و باطل کے لیے پوری طرح تیار ہو کر اپنے ایمانی تقاضے پورے کر سکیں روئے زمین کے تمام علماء خطیب اور آئمہ مساجد آپس میں ربط پیدا کریں۔ اور دین کی عظمت قائم کرنے کے لئے عامۃ المسلمین کی رہبری فرمائیں۔ اپنی مسجدوں اور مدرسوں کو اتحاد و رفاقت کی پیمان گاہیں بنا دیں۔ اور مسلمانوں کو ایک زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم پیوست اور قوت متحدہ بنا دیں۔

جبن یا بزدلی کا قلع قمع کرنے کے لئے امت مسلمہ میں عصبیت کا قیام نہایت ضروری ہے عصبیت اس اجتماعی مدافعت کی روح ہے جو کوئی قوم اپنے افراد کو ظلم و تعدّی سے بچانے کے لئے کرتی ہے۔ تعصب نفسِ انسانی کا ایسا وصف ہے۔ جس سے قرابت رکھنے والوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کے حقوق کی نگرانی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے یہی وہ وصف ہے جس سے اللہ تعالےٰ نے قبائل کو تشکیل دیا ہے جس پر قوموں کی عمارت کھڑی ہے یہ وصف امت کے رابطوں کا بندھن اور منتشر افراد کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے اور سرگرم عمل کرنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ تعصب یا عصبیت امت کی ہیئتِ کلی اور صورتِ اجتماعی کے لئے روحِ کلی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کی عصبیت کو ختم کرنے کے لیے یورپ کے سیاست دانوں نے قومیت اور وطنیت کے پُر فریب نعرے

ایجاد کیئے اور خلافت کو پارہ پارہ کرنے کے بعد عربوں کو ترکوں کا دشمن بنا دیا۔ اور خود عرب اقوام کو ایک دوسرے سے خلاف کر کے ان کی وحدت ملی کو تار تار کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں مصر جو عالم عرب کا سب سے قوی بازو تھا وہ اسرائیل کا دوست بن گیا۔ اور مسئلہ فلسطین جوں کا توں لاینحل رہا۔ بلکہ القدس، جولان اور لبنان کے نئے مسائل کھڑے ہو گئے جو ملت اسلامیہ کے اتحاد اور یکجہتی کے بغیر حل نہیں ہو سکتے۔ افغانستان کا مسئلہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے لیکن روس کے حلیف مسلمان ملک اسلامی کانفرنس کے ممبر ہوتے ہوئے بھی اس سے ناقابلِ برداشت بے اعتنائی برت رہے ہیں۔ تعصبِ اسلامی کو ایک برائی گردانتے میں مغربی سیاستدانوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ اپنے مقاصد کی تسکین اور تکمیل کے لئے یورپی سیاست نے اسلامی مملکتوں میں الحاد اور دہریت کے تخم بوئے اور مسلمان اقوام میں کمیونزم کے داعی کھڑے ہو گئے۔ تعصبِ دینی کا چرچا کرنے کو بے دینی اور جدید تمدن سے عاری ہونے کا الزام لگایا گیا۔ عصبیت اسلامی کو مٹانا مغربی اقوام کو اس لئے ضروری نظر آیا کہ اس سے ملتِ اسلامی کی قوت پامال ہو کر دنیا پرست اقوام کی اسلامی ممالک کے مادی وسائل سے تمتع کے کھلے مواقع ہاتھ آ گئے مغربی فرنگی اقوام کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ خود مذہبی تعصب میں سخت گیر ہیں دین مسیح کے مبلغوں اور اس کی اشاعت کرنے والوں کی مدد اور حوصلہ افزائی ان کی سیاسی حکومتوں کے بنیادی اصول میں مشرق کے کسی گوشہ میں ان کا دین رکھنے والوں میں کسی کے ساتھ کوئی سانحہ پیش آ جائے تو آپ اس کی چیخ و پکار مغرب کے دارالحکومتوں میں سنیں گے۔ کہ عیسائی اقلیتوں پر مصیبت آ گئی ہے۔ اور اس کے ازالہ کے لئے ہر ممکن قدم ہر سطح پر پوری دلیری سے اٹھایا جائے گا کیونکہ عیسائی حکمران اپنے آپ کو DEFEDER OF THE FAITH یعنی دینِ مسیح کا محافظ قرار دیتے ہیں بالکل یہی حالت روس کے اشتراکی حکمرانوں کی ہے کہ کمیونزم پر دنیا کے کسی گوشے میں آنچ آتے

لگے تو وہ مغربی حکمرانوں کو آنکھیں دکھانے لگتے ہیں۔ پولینڈ کے تازہ واقعات اس کا بین ثبوت ہیں۔

پس اے امتِ مسلمہ! دینی عصبیت تمہاری زندگی ہے۔ یہ تمہارے دینی رابطے کی بنیاد ہے۔ یہ تمہارے ملی اتحاد کی ضمانت ہے۔ دشمنوں کے فریب میں نہ آؤ۔ یہ تعصب مضبوط رابطہ ہے جس سے ترک۔ عرب۔ ایرانی۔ پاکستانی۔ مصری۔ سوڈانی افریقی۔ ایشیائی۔ اور یورپی مسلمان ایک ہی تسبیح کے دانے بن کر پروئے جا سکتے ہیں ملتِ اسلامیہ ایک جسد واحد ہے۔ جس کے کسی عضو کو تکلیف پہنچے۔ تو سارا بدن بے قرار ہو جاتا ہے۔ اس عصبیت کو محض میل جول تک محدود نہ رکھو بلکہ قوت و دبدبہ۔ شوکتِ اقتدار میں امتوں کی مسابقت مفید علوم و فنون اور انسانی کمالات کے حصول میں اس عصبیتِ ملی کے ذریعے ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ عالمِ اسلام کے مسائل جو صیہونیت۔ سرمایہ دار سامراج اور اشتراکی سامراج کے پیدا کردہ ہیں وہ اسلامی ملت کی اساس پر ملت کا شیرازہ مجتمع کرکے اور ایک دوسرے کا ہاتھ بٹا کر حل کئے جا سکتے ہیں۔ آخر میں دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاکِرَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْبِلَادِ الْاِسْلَامِیَّةِ فَلَسْطِیْنَ وَاَفْغَانِسْتَانَ۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْهِمْ اَلْفَ آلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ

لَهُمْ نُشْحًا مُّبِيْنًا ۔

اَللّٰهُمَّ اخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الْكَفَرَةَ وَالْمُلْحِدِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ اَهْلِكْ اَعْدَاءَنَا ۔ اَعْدَاءَكَ اَعْدَاءَ الدِّيْنِ

اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الرُّوْسَ وَالْيَهُوْدَ وَالْهُنُوْدَ وَالنَّصَارٰى
اَجْمَعِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ
شَتِّتْ شَمْلَهُمْ خَرِّبْ بُنْيَانَهُمْ ۔ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ
كَمَا يُدَمِّرُوْنَ دِيَارَنَا ۔

اَللّٰهُمَّ فُلَّ حَدَّهُمْ وَاطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۔

اَللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهِمْ سَوْطَ عَذَابِكَ كَمَا صَبَبْتَ
سَوْطَ عَذَابِكَ عَلَى الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ اَحَادِيْثَ ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا ۔ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ۔ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

ہماری پستی، بے حسی، مایوسی کا علاج (از رشید احمد احسن)

"بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں؟"
(س ۴۷ آیت ۲۴)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگ قرآن کریم کے مطالب پر کیوں غور و فکر نہیں کرتے پھر اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ ذیل کی آیات پر غور و خوض کیجیے پھر سوچیے کہ آپ نے ان کے معانی پر غور کیا اور ان کے مطابق عمل کیا۔

۱۔ اور تم کو کیا ہوا کہ خدا کی راہ میں اور ان بے بس مرد دل، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار فرما۔" (س ۴ آیت ۷۵)

۲۔ اگر تم نہ نکلوگے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا۔ اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔ اور خدا ہر طرف پر قدرت رکھتا ہے۔" (س ۹ آیت ۳۹)

۳۔ "اور اگر تم منہ پھیر لوگے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔" (س ۴۷ آیت ۳۸)

۴۔ "واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم مصیبت ڈالنا چاہتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور کوئی خدا کے سوا اس کا مددگار نہیں رہتا۔" (س ۱۳ آیت ۱۱)

پاکستان لا الہ الا اللہ کی بنا پر بنا تھا۔ ہم مسلمان ہیں کلمہ پر ایمان رکھتے ہوئے

ہم اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ اُسے واحد لاشریک مانتے ہوئے اس کے احکامات کی تعمیل کے پابند ہیں۔ برخلاف اس کے ایک کافر خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو، سکھ ہو یا یہودی، اس کا منکر ہونے کی بنا پر خداوند تعالیٰ کے ساتھ اس کا کوئی وعدہ نہیں اس لئے وہ اس کا پابند نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کر کے منکر ہو گئے اس لئے باعث تعزیر و سزا ہو گئے۔ ہم نے دل کھول کر خداوند تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی۔ اُسکی سزا مل گئی

کیا ہمیں علم نہیں کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے دوران تقریباً ستر ہزار مسلمان عورتوں کو ہندو اور سکھ جبراً لے گئے۔ پھر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے وقت چھمب کے قریب کے علاقہ سے بیسیوں مسلمان عورتیں پھر اغوا کر لی گئیں اور جنگ ۱۹۷۱ء میں بھی کافی عورتیں سیالکوٹ کے ضلع سے کفار کے ہاتھ لگیں اور بے دست و پا ہو کر ان کے پاس رہ گئیں۔ کیا ان کی چیخ و پکار ہم تک نہیں پہنچی۔ کیا مشرقی پاکستان میں ہزارہا عورتوں کی ناموس نہیں لٹی اور پھر وہ قتل نہیں ہوئیں۔ کیا تاریخ ہمیں نہیں بتلاتی کہ حجاج بن یوسف گورنر بغداد نے چند مسلم عورتوں کی آہ و بکا پر کہ راجہ داہر والی سندھ نے انہیں تنگ کیا محمد بن قاسم کی کمان میں ایک فوج داہر کو سزا دینے کے لئے بھجوا دی تھی۔ لیکن ہم نے اپنی عورتوں کی درد بھری آواز کے جواب میں کچھ نہ کیا۔ خداوند تعالیٰ کے احکام مندرجہ بالا پر عمل نہ کیا ان بے بس عورتوں کو تو چھوڑیئے ہم تو ان تمام مناہی کے مرتکب ہو رہے ہیں جن سے ہمیں منع کیا گیا۔

لیکن افسوس تو اس امر کا ہے کہ قوم کی غالب اکثریت کو اس کا احساس ہی نہیں۔

ع وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی اب بھی ہے

اصلاح کی طرف توجہ قطعاً نہیں صرف چند افراد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہیں۔ ان کی تعداد اس قدر قلیل ہے جیسے آٹے میں نمک۔ اس حالت کو دیکھ کر رونا آتا ہے واقعی چند دردمند اصحاب آہ و بکا کرتے ہیں۔ ؎

ئے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا ۔۔۔ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہائے ہمارا قافلہ لُٹ گیا مگر ہمارے قافلہ والوں کو اس کا احساس تک نہیں ہے! افتراق اور پھوٹ، لوٹ اور کھسوٹ، زنا اور شراب کے گھونٹ نے قوم میں کھوٹ ڈال دی۔ جڑیں اس کی کھوکھلی کر دیں۔ نہ ماں بہن کی تمیز رہی نہ اپنے پرائے کا خیال رہا۔ نہ حرام و حلال کا احساس رہا۔ نہ نیکی بدی کا معیار قائم رہا۔ الغرض ملک ایک آگ کے گڑھے میں تبدیل ہو گیا ہے ہم اس کے کنارے پر کھڑے ہیں ملک کے اردگرد مکار و عیار دشمن نے گھیر ڈالا ہوا ہے ہم عیش و عشرت میں مشغول ہیں، جب کوئی قوم اخلاقی پستی کا شکار ہو جاتی ہے عیش میں پڑ جاتی ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا جیسے قرآنی حکم کی تعمیل کی بجائے مادہ پرستی شروع کر دیتی ہے۔ حرام کاری کا شکار ہو جاتی ہے تو پھر اس کا زوال یقینی ہو جاتا ہے۔ سلطنت عباسیہ کا آخری خلیفہ مستعصم باللہ سخت عیش کوش ہونے کی وجہ سے تاتاریوں سے مات کھا گیا۔ اور سلطنت عباسی جو تاریخ اسلام میں سنہری دور کی مالک تھی۔ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ ہندوستان میں مغلوں کا دور بھی سنہری باب کا حامل تھا لیکن اس کے آخری بادشاہ از قسم محمد شاہ رنگیلے ایسے سخت عیاش قسم کے حکمران تھے جو پے در پے نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی سے شکست کھا کر آخرالامر انگریزوں سے ایسی مار کھا گئے کہ ہمیشہ کے لئے نہ صرف اپنے خاندان کو ختم کروایا بلکہ اسلام کو اس برصغیر میں ایک ہزار سال کی حکومت کے بعد سخت دھکا لگا۔ جس کی سزا ہم اب تک بھگت رہے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی۔ اس نے آدھے پاکستان کو ہم سے علیحدہ کر دیا۔

اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے یاں سودا دست بدست ہے   دیر ہے اندھیر نہیں یاں سودا دست بدستی ہے۔

ہم نے خدا اور اس کے رسول پاک کو چھوڑا۔ ہمیں ہمارے بھائی چھوڑ گئے۔ بنگال میں پاکستان کے متوالے ذبح کر دیئے گئے۔ جن کافروں کو وہاں سے نکالا تھا۔ اب وہی آدھمکے۔ قدرت کے قانون کی اجیر یوں کرتا ہے۔ قدرت اس کی مدد کرتی ہے خواہ وہ کوئی ہو۔ پاکستان نے

خدا کے قانون سے انحراف کیا خدا نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

آزمائش ضروری ہے اور امتحان شرط ہے۔ ضروری اور لازمی ہے۔

قلزم ہستی سے اُبھرا ہے تو مانندِ حباب
اس زیاں خانہ میں تیرا امتحاں ہے زندگی (اقبال)

ا۔ کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائینگے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ (س ۲۹ آیت ۲۸)

اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے۔

آؤ ہم اپنی حالت بدلنے کا عہد کریں یہ تب ہی ممکن ہے کہ ہم اپنی سوسائٹی کو عیوب نقائص سے پاک کریں۔ تطہیر کا مطلب ہی سماج کو پاک کرنا ہے حالت کو بدلنا ہے ہر قسم کی ناپاکی، بد اخلاقی شراب خوری، سود خوری، زنا کاری، دھونس دھاندلی، دھوکہ بازی کو ترک کریں۔ رشوت اور غصب حقوق کو بالکل بند کریں۔ مکر و فریب، قتل۔ ڈاکہ، چوری، اور راہزنی کا سدِ باب کریں۔ حلال اور طیب مال کھائیں۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (اقبال)

اللہ تعالےٰ کے احکام کی مکمل تعمیل کی جائے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور توحید کی پوری پابندی کروائی جائے۔ جو شخص ان کا تارک ہو اس پر تعزیر جاری کی جائے۔ اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ اس ضروری اور عظیم کام کے لئے حکومت ذمہ دار ہوتی ہے۔ خاص طور پر موجودہ حکومت پر اس کی تکمیل کا فرض ہے۔

۲۔ قرآن کریم (اے ایمان والو! شراب اور جُوا، اور معبودانِ باطل کے استھان اور پانسے شیطانی کاموں کی گندگی ہیں۔ پس تم اس گندگی سے پرہیز کرو۔ تاکہ تم فلاح حاصل کرو (المائدہ آیت ۹۰)

احادیث:۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کا حال پوچھا، آپ نے اس

کو منع کیا۔ پھر اُس شخص نے کہا میں تو شراب کو دوا کے واسطے بناتا ہوں تب آنحضرتؐ نے فرمایا شراب دوا نہیں ہے بلکہ یہ تو خود روگ ہے کہ آدمی کی عقل کھو کر اسے جانور بنا ڈالتی ہے"۔ (مسلم بخاری) جب کوئی مست ہو جائے تو اُس کو کوڑے مارو۔ پھر اگر مست ہو جائے تو کوڑے مارو، پھر اگر مست ہو جائے تو چوتھی بار اس کو قتل کر دو (نسائی)

حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ شراب سے بچو کیونکہ وہ برائیوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ قسم اللہ کی شراب اور ایمان جمع نہیں ہوں گے۔ مگر ایک دوسرے کو نکال باہر کرے گا"۔ (نسائی)

قرآن۔ ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔ حاکموں کے ہاں اس غرض سے مت رجوع کرو۔ کہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ بطور گناہ کے کھا جاؤ اور تم کو اپنے جھوٹ کا علم بھی ہو (سورۃ ۲ آیت ۱۸۸)

۳۔ زناکاری ختم کرائی جائے۔ جو شخص زنا کرے یا لواطت کرے اُسے شرعی سزا دی جائے قرآن نے انہیں بدترین بُرائی قرار دیا ہے۔

قرآن:۔ آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے تمام فحش باتوں کو حرام کیا ہے اعلانیہ اور چھپی دونوں کو۔ ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو"۔ (سورۃ ۷ آیت ۳۳)

اور وہ اللہ کے بندے زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کام کرے گا تو سزا سے اُسے سابقہ پڑے گا۔ کہ قیامت کے روز اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا۔ اور ہمیشہ اس میں ذلیل و خوار رہے گا۔ (سورۃ ۲ آیت ۶۹-۶۸)

۴۔ قتلِ عمد کو فوراً بند کیا جائے۔ قتل کا دَور ملک میں کثرت سے ہو رہا ہے شرعی سزا کے ذریعہ ان کو بند کیا جائے اور قتل کو فوراً سزا دی جائے۔

قرآن:۔ تم ایک دوسرے کو قتل مت کرو"۔ (سورۃ ۴ آیت ۲۹) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا"۔ (سورۃ ۴ آیت ۹۳) اور ہم نے اُن پر اس میں یہ بات فرض کی تھی۔ کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کرے۔ تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے

نازل کئے ہوئے کے مطابق کام نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل ظلم ڈھا رہے ہیں (سورۃ ۵ آیت ۴۵)

۵۔ چوری اور ڈاکہ عام ہو گئے ہیں امن عامہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اس کا سدباب ضروری ہے اور یہ موجودہ قانون کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدائی قانون کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

قرآن:۔ اور جو مرد اور عورت چوری کریں۔ سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے فعل کے عوض بطور سزا اللہ تعالےٰ کی طرف سے" (سورۃ ۵ آیت ۳۹)

۶۔ سود کا لینا اور دینا بند کیا جائے۔ (قرآن) جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے قیامت کے دن قبروں سے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان حیران و مدہوش بنادے یہ اس لئے ہو گا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام کر دیا" (سورۃ ۲ آیت ۲۷۵)

۷۔ ۔ یہ تمام سرکاری ملازمین جمعہ کی نماز جامع مساجد میں ادا کریں۔

قرآن۔ ۔ جب جمعہ کے روز نماز کے لئے اذان ہو۔ تو تم اللہ کی یاد کی طرف فوراً چل پڑا کرو۔ اور خرید و فروخت اور اس طرح اور مشاغل چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم کو کچھ سمجھ ہو" (سورۃ ۶۲ آیت ۹)

تثلیث کی تبلیغ بند ہونی چاہیئے

۸۔ قرآن:۔ اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ اس اعتقاد سے باز آؤ۔ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (سورۃ ۴ آیت ۱۷۱)

۹۔ ملک میں مکمل عدل و انصاف رائج کیا جائے تاکہ عدالتوں میں انصاف "بکنے" کی بجائے ملنے لگے۔ ہر قسم کے استحصال کا قطعی طور پر خاتمہ ہو۔

قرآن:۔ اے ایمان والو! خدا کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (سورۃ ۵ آیت ۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

معرکۂ حق و باطل

از

قاضی محمد سعید بی۔اے

اسلامی مشن، سنت نگر، لاہور